ہندوستان بھر میں سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کرنے والا واحد اور اکیلا اخبار ۔ رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۰۶

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت بیان کرنا۔

(۲) آریوں اور عیسائیوں کے حملوں سے اسلام کو بچانا۔

(۳) الزامات کی گرد و غبار کو اسلام کے منور چہرہ سے بدلائل عقلی و نقلی دور کرنا۔

(۴) حضرت باوا نانک کی تعلیم کو سکھ صاحبان میں پہنچا کر انہیں اسلام کی دعوت دینا۔

(۵) تاج برطانیہ کی خیر خواہی

KHILAFAT LIBRARY

نور

قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

ضوابط

(۱) چندہ عوام سے سالانہ فار شش ماہی عہ

(۲) امرائے عظام سے امتیازی قیمت صہ

علاوہ اس کے جو کچھ عطا کریں وہ عطیہ تصور ہوگا

ایسے حضرات کے اسمائے گرامی اخبار کی فہرست میں درج ہوں گے ؛

موزخہ ۳۔ دسمبر سنہ ۱۵ء

جلد ۷ | ایڈیٹر محمد یوسف سابق سورن سنگھ وڈوان | نمبر ۵

آہ! عزیز عبدالحی

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

عزیز المکرم عبدالحی کی طرف سے ۵۔ نومبر کو خاکسار کو ایک گرامی نامہ ملا کہ میں اپنے اخبار میں یہ خبر درج کر دوں۔ کہ دوران اصحاب کا جنہوں نے بیمار پرسی کی ہے میں مشکور ہوں۔ میں سب کو السلام علیکم کہتا ہوں۔ بخار سے نسبتاً افاقہ ہے کمزوری بہت ہے احباب دعا کریں "۸۔ نومبر کو ایڈیٹر نور کو ایک ضروری کام کے لئے لاہور جانا پڑا۔ میرے یہ وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ کہ عزیز المکرم اتنی جلدی ہمیں داغ مفارقت دے جائیں گے۔ ۱۲۔ نومبر کو جب میں واپس قادیان آیا۔ تو راستہ میں مینے یہ جان سوز اور دلفگار خبر سنی کہ عزیز المکرم ہمیشہ کیلئے ہم سے جدا ہو گئے۔ ۱۲ نومبر کو میں اپنا ۱۷۔ نومبر کا پرچہ بھی چھپوا کر ساتھ ہی لے آیا تھا۔ اس لئے مجبوراً نہایت ہی مختصر الفاظ میں اخبار میں دستی لکھ کر یہ جان سوز خبر ناظرین تک پہنچائی گئی۔ عزیز المکرم کو خاکسار سے محبت تھی۔ مجھے تقریباً ۲ سال ایام سکول میں عزیز المکرم کو پڑھانیکا فخر حاصل ہوا عزیز المکرم کمال درجہ کا ذہین اور متین تھا مجھے وہ واقعہ کبھی نہیں بھولیگا۔ ایکدفعہ میں سکول کے کمرہ میں بیمار پڑا ہوا تھا۔ عزیز میرے لئے دوائی لایا۔ اور خود اپنے دست مبارک سے مجھے دوائی پلائی۔ عزیز المکرم استعداد علم دوست تھا کہ ۱۷۔ ۱۸ سال کی عمر میں علاوہ دسویں جماعت میں پڑھنے کے قرآن کریم سورہ نساء تک یاد تھا۔ بخاری مشکواۃ بھی دیکھ چکے تھے منطق۔ طب۔ ادب صرف و نحو کی متعدد کتابیں پڑھی تھیں۔ غرضیکہ یہ ہونہار پودا کمال درجہ کا ذہین تھا۔ اور متانت کا تو یہ عالم تھا۔ کہ شاید نود سالہ بوڑھے کو بھی وہ متانت اور سنجیدگی میسر نہوگی۔ بیمار ہونے سے چند روز پہلے عزیز المکرم نے خاکسار سے سکھ مذہب کی مبسوط تاریخ سنی اور شکر فرمایا۔ کہ سکھوں کی ابتداء تو اسلام ہی تھا۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں کی لاپرواہی اور غفلت کی وجہ سے دور ہو گئے۔ مرحوم ۱۵ فروری ۱۸۹۹ء کو حضرت مہ کی ایک پیشگوئی کے ماتحت پیدا ہوا اور ۱۱ نومبر کو ساڑھے چار بجے شام رحلت فرمائی۔ دل و جان سے دعا ہے کہ مولیٰ کریم آل جان کو صبر عطا فرماوے۔ اور حضرت مولانا مولوی محمد سرور شاہ صاحب اور تمام اہلبیت نبوی کو جو بوجہ تعلقات جسمانی و روحانی کے صدمہ ہوا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ جماعت احمدیہ اس حادثہ دلفگار پر صبر و دعا سے کام لے ہم مسلمان جنکا یہ فرض اولیٰ ہے کہ ہر مصیبت اور دکھ میں ان اللہ مع الصابرین کی بشارت کا پھایا اپنے زخمی جگر پر لگا دیں۔ بعد نماز مغرب حضرت نے مع جماعت کثیر جنازہ پڑھا۔ عشاء کے وقت حضرت خلیفۂ اول رہ کے مزار پر انوار سے جانب مغرب دفن کئے گئے۔ مرحوم کا جنازہ غائب تمام جماعتوں میں بالتزام تمام پڑھا جائے ؛

(اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں باہتمام مولوی مظفر الدین صاحب چھپ کر شیخ محمد یوسف صاحب کے لئے قادیان سے شائع ہوا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

نور قادیان

مورخہ ۳۔ دسمبر ۱۹۱۵ء

قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ

KHILAFAT LIBRARY

اس وقت تمام دنیا میں مذہبی انگیخت پیدا ہو گئی ہے جس قدر مذہب کے پیرو ہیں۔ وہ اپنی اپنی جگہ پر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارا مذہب افضل ہے۔ مگر یاد رہے کہ کسی مذہب کے پیرو کے کہنے سے کسی کا مذہب افضل نہیں ہو سکتا۔ ایک مذہب کے اعلیٰ اور افضل ہونے کے لئے جو عقلاء اور خردمندوں کے نزدیک ضروری اور لابدی امور ہیں۔ وہ مختصر الفاظ میں یہ ہیں۔ اس مذہب کی کتاب اب بھی اُسی حالت میں ہو جیسی کہ روز اول میں تھی۔ اس کتاب کا پڑھنا آج بھی ایسے ہی آسان ہو جیسے کہ روز اوّل میں تھا۔ وہ کتاب روحانی گیان دینے میں سب سے اعلیٰ ہو۔ روحانی گیان سے یہ مراد ہے کہ وہ توحید کو بہ احسن وجوہ عوام الناس کے سامنے پیش کرے۔ مجلسی اور تمدنی ترقی میں اپنا ثانی نہ رکھے۔ اس کے اصول جیسے ایک شہنشاہ کے لئے آسان العمل ہوں۔ ایسے ہی ایک غریب کے لئے بھی۔

یہ مختصر الفاظ میں کسی مذہب کے اعلیٰ اور افضل ہونے کے لئے ہر ایک حق جو انسان جب خالی الذہن ہو کر غور کرے گا۔ تو لابد اسے اس نتیجہ پر پہونچنا پڑے گا۔ کہ اسلام سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی افضل اور اعلیٰ مذہب نہیں ہو سکتا۔ اور قرآن کریم ہی ایسی کتاب ہے۔ جو بنی نوع انسان کو روحانی گیان سے مالا مال کر سکتی ہے۔ ضرورت ہے کہ ایسی بے نظیر افضل اور اتم کتاب کے تراجم مختلف زبانوں میں کر کے مختلف اقوام میں تقسیم کئے جائیں۔ مسیح صاحبان نے اپنی کتاب کا ترجمہ تقریباً بہ ۴ زبانوں میں کیا ہے۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں نے تاحال اس ضروری اور لازمی فرض پر قطعاً توجہ نہیں کی۔ اس سے پہلے یورپ کی مختلف زبانوں میں غیر مسلموں نے قرآن کریم کا ترجمہ کیا ہے۔ مگر ان کے مدنظر ہرگز یہ بات نہ تھی کہ ہم دنیا کے سامنے قرآن شریف کا افضل گیان اور سچائی کو لوگوں کے سامنے رکھیں۔ بعض ترجمہ کرنے والے تو علم عربی سے ناواقف تھے۔ اور بعض نے صرف نکتہ چینی کی غرض سے کیا۔ چنانچہ یورپ کی زبانوں سے مختلف تراجم کا [illegible] مرین کے سامنے [illegible] ہوں تاکہ ہم معلوم کر سکیں کہ اس نازک وقت میں ہماری ذمہ واری کس قدر اہم ہے۔

یورپ کی زبانوں میں قرآن شریف کا ترجمہ کرنے کا خیال سب سے پہلے کلونی (فرانس) کے مجاور پطرس وترابلس کے دل میں پیدا ہوا۔ جس کی تبلیغی روح مصر تھی۔ کہ یہ ترجمہ لاطینی زبان میں کیا جائے۔ مجاور مذکور کا انتقال ۱۱۵۵ء میں ہو گیا اور ترجمہ ایک انگریز رابرٹ اور میٹیا اور ایک جرمن ہرمن ڈلمیشیا کی مساعی سے تکمیل کو پہونچا۔ اگرچہ ترجمہ ۱۱۴۳ء میں مکمل ہو چکا تھا۔ تاہم قریباً چار سو سال تک اُسے کھلم کھلا شائع کرنے کی کسی کو جراءت نہ ہوئی۔ حتیٰ کہ ۱۵۴۳ء میں تھیوڈور بیلی انڈر نے اسے باسل (سوئٹزرلینڈ) میں شائع کیا۔ یہ ترجمہ بعد ازاں تین مختلف زبانوں۔ اطالی۔ جرمن۔ اور ڈچ (ولندیزی) میں شائع ہوا۔

دوسرا لاطینی ترجمہ۔ مع متن۔ شرح اور تردیدی حواشی کے ۱۶۹۸ء میں ناور طوئی میراکی نے مقام پدوا (اٹلی) سے شائع کیا۔ اس ترجمہ کی نسبت سیل کا خیال ہے کہ عام طور پر وہ صحیح ہے مگر عربی محاورہ کا اس درجہ خیال رکھا گیا ہے کہ آسانی سے سمجھ میں نہیں آسکتا۔ شرح قیمتی ہے۔ لیکن تردیدی حواشی ناتسلی بخش اور بعض حالتوں میں خارج البحث ہیں۔"

بیلی انڈر کا شائع کردہ ترجمہ کا ایڈیشن بعد میں ۱۵۵۰ء۔ د ۱۷۲۱ء میں لیپزگ (روس) سے شائع ہوئے۔ لیپزگ ہی میں ایک عربی لاطینی قرآن جسٹیس فریڈریکس فروریپ نے ۱۶۶۸ء میں طبع کیا۔ اور اسی قسم کا ایک ایڈیشن ۱۶۴۶ء میں امسٹرڈم (ہالینڈ) سے شائع ہوا۔ انڈریو ڈورا مرٹر نے جو سترویں صدی مسیحی مصر میں فرانسیسی قونصل تھا۔ اور عربی اور ترکی زبانیں بخوبی جانتا تھا۔ قرآن شریف کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں کر کے ۱۶۴۷ء میں پیرس سے چھپوایا۔ لیکن یہ ترجمہ بالکل ناقص اور مغالطہ انگیز ہے۔ اس کے بعد ایک فرانسیسی ترجمہ سادری نے ۱۶۸۳ء میں اور کیسمرسکی نے ۱۸۴۰ء میں چھپوایا۔ جس کے ۱۸۴۱ء اور ۱۸۵۶ء میں دو اور ایڈیشن چھپے۔ یہ دونوں ترجمے کئی مرتبہ شائع ہو چکے ہیں۔ جی پاتھیر نے بھی ۱۸۵۱ء میں پیرس سے ایک فرانسیسی ترجمہ شائع کیا۔

جہاں تک معلوم ہو سکا ہے۔ ڈنمارک یا ناروے میں کوئی ترجمہ قرآن کا شائع نہیں ہوا۔ ایک ترجمہ سویڈن کی زبان میں ٹارنبرگ نے ۱۸۴۷ء میں چھپوایا جو بالکل غلط ہے

جرمن زبان میں جو قرآن شریف کا جو ترجمہ سب سے پہلے شائع ہوا۔ وہ لاطینی سے لیا گیا تھا۔ ایک ترجمہ شوگر نے اطالی سے نورنبرگ میں ۱۶۱۶ء میں چھپوایا۔ اسی طرح فریڈرگ نگرلین نے بھی ایک ترجمہ ۱۸۶۲ء میں شائع کیا۔ سیل کے انگریزی ترجمہ قرآن کا جرمن ترجمہ تھیوڈور آرنلد نے ۱۸۴۶ء میں لمگو (جرمنی) سے شائع کیا۔ لیکن قرآن شریف کا بہترین جرمن ترجمہ وہ ہے۔ جو بوائسن نے ۱۷۷۳ء میں کیا۔ اور جی واہل نے بعد نظر ثانی و تصحیح ۱۸۲۳ء میں چھپوایا۔ ۱۸۵۰ء میں اور ایک اور ترجمہ عثمان نے کیا۔ جس کے کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ لیکن نولڈیکے کا خیال ہے کہ جرمن ترجمے انگریزی ترجموں کے برابر اچھے نہیں ہیں۔

قرآن کریم کا روسی ترجمہ ۱۸۷۶ء میں سینٹ پیٹرزبرگ (حال پیٹروگراڈ) میں انطباع پذیر ہوا۔ اطالی زبان میں "القرانودی مکومیٹو" کے نام سے انڈریو بوردی میں نے وینس میں ۱۸۴۷ء میں شائع کیا تھا۔ لیکن چونکہ وہ ہبلی انڈر کے لاطینی ترجمہ سے اخذ کیا گیا تھا۔ اس لئے نقائص سے لبریز تھا۔ قرآن شریف کا تازہ ترین اطالی ترجمہ رائل ٹکنیکل سکول آف ملانو کے پروفیسر اکولیو فرکاسی نے گذشتہ سال ۱۹۱۴ء میں شائع کیا ہے۔ اس کے مقدمہ میں پہلے ترجموں کی کیفیت اور اسکے بعد مختلف ابواب قرآن کی تشریح و توضیح کی گئی ہے۔

پندرھویں صدی مسیحی میں جان انڈریٹ نے جو اگزاٹو (دلمتیا) کا رہنے والا تھا۔ اور مسلمان ڈاکٹر سے مسیحی پادری بنا گیا تھا بشپ آف رسلونا اور برحاکم ارگون کے حکم سے نہ صرف قرآن کا ترجمہ ارگونی زبان میں کیا۔ بلکہ اس کی شرح بھی چھاپی۔

۱۸۷۸ء میں پرنسٹنڈٹ (پروشیا) کے ایک درویش انڈریا اکولوتھو نے ایک قرآن برلن میں چھاپا۔ جس میں عربی کے علاوہ فارسی۔ ترکی اور لاطینی ترجمہ بھی تھا۔ یہ کتاب اب نایاب ہے۔

اب ہم قرآن کے انگریزی تراجم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں پہلا انگریزی ترجمہ ڈورائر کے فرانسیسی ترجمہ سے انگزنیڈ راس نے کیا تھا۔ وہ عربی سے محض نابلد تھا۔ اور فرانسیسی میں شُدبُد رکھتا تھا۔ اس لئے اس کا ترجمہ انتہا درجہ کا ناقص ہے۔

سیل کا ترجمہ ۱۷۳۴ء میں شایع ہوا۔ اس کے کئی ایڈیشن اب تک شایع ہو چکے ہیں۔ لیکن اس نے خود تسلیم کیا ہے کہ جس طرح پہلے ترجمے ناقص تھے اسی طرح اس کا ترجمہ بھی نقایص سے خالی نہیں سمجھنا چاہیئے۔

۱۸۶۱ء میں ریورنڈ جے۔ ایم۔ راڈویل نے ایک ترجمہ شایع کیا۔ اس میں سورتیں یا ابواب تاریخ وار درج کی گئی ہیں اگرچہ ڈاکٹر مارگولیتھ اور دوسرے لوگوں نے اس ترجمہ کی بہت تعریف کی ہے۔ تاہم یہ ظاہر ہے کہ اس ترجمہ میں بھی بہت سی غلطیاں پائی جاتی ہیں۔

قرآن شریف کا ایک اور انگریزی ترجمہ ایڈورڈ ہنری پامر نے مشرق کی کتب مقدسہ جو کہ سلسلہ میں ۱۸۸۰ء میں شایع کیا اس کے علاوہ ہانیلو تھیکا اور ٹنگیس میں قرآن کے ایک جرمنی نسخہ کا ذکر ہے جو ۱۸۳۳ء میں سیرامپور میں سے انگریزی ترجمہ کے چھاپا گیا تھا۔ یہ تمام ترجمے نامسلموں کوششوں سے شایع ہوئے ہیں۔ اور یہ ثابت ہو چکا ہے۔ کہ ان میں ترجمہ کی صحت سے زیادہ اپنی زبان کی سلاست یا اپنے خیالات کی برتری کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

دریں حال آپ خیال کر سکتے ہیں کہ کس قدر سخت ضرورت ہے کہ ہم قرآن شریف کا صحیح انگریزی ترجمہ اہل یوروپ کے سامنے پیش کریں۔ سو اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ احمدی لوگ جو اپنے پہلو میں سب سے زیادہ دردمند دل اسلام کے لئے رکھنے والے ہیں انہوں نے اس امر کو سختی سے محسوس کیا ہے۔ اور قادیان سے قرآن شریف کا صحیح انگریزی ترجمہ حضرت خلیفہ ثانی کی زیر نگرانی کرنا شروع کر دیا۔ ترجمہ کی خوبی دیکھنے پر منحصر ہے۔ بطور نمونہ کے نور کے ناظرین سورۃ فاتحہ کا انگریزی ترجمہ دفتر ترقی اسلام قادیان سے منگوا کر دیکھ سکتے ہیں۔ اس کے پڑھنے سے آپ لوگوں کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ اس وقت تک دنیا نے قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ اہل یوروپ کے سامنے پیش ہی نہیں کیا۔ اور جس طرح قرآن شریف اپنے آپ میں ایک بے نظیر اکمل اور اتم ہے

اسی طرح قرآن شریف کا یہ انگریزی ترجمہ بھی اپنی ذات میں بے نظیر اکمل اور اتم ہے۔

قرآن شریف کا پہلا پارہ امید کہ انشاء اللہ ہفتہ عشرہ کے اندر اندر ہی چھپکر آجائیگا۔ ہدیہ فی پارہ صرف دو روپیہ۔ نور کا ہر ایک ناظر ایسے بے نظیر ترجمہ کی اگر زیادہ نہیں تو ایک ایک کاپی ضرور خرید فرماویں۔ اور نہ صرف ایسے بے نظیر ترجمہ سے خود ہی مستفیض ہوں۔ بلکہ غیر مسلموں میں بھی اس کی اشاعت کیلئے کما حقہ اسی سے کام لیں۔ تاکہ غیر مسلموں کو معلوم ہو جاوے کہ کس طرح قرآن شریف روحانی گیان سے لبریز ہے۔ اور ان کے دل پکار اٹھیں کہ واقعی اس وقت قرآن شریف کے سامنے سرخم کرنے میں ہی نجات ہے۔ نور کا وہ کونسا ناظر ہوگا جسکے ایک دو سکھ یا عیسائی دوست نہوں۔ اور پھر وہ کونسے دوست ہونگے جنہیں قرآن شریف کے انگریزی ترجمہ کی خریداری کے لئے کہا جاوے۔ اور وہ انکار کر دیں۔ صرف تھوڑی سی توجہ کی ضرورت ہے۔ آج قرآن شریف کی خدمت سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی خدمت دینی نہیں ہو سکتی۔ مبارک وہ شخص جو قرآن شریف کی خدمت کے لئے کمربستہ ہے میں دیکھونگا کہ اس کار خیر میں سب سے پہلے لبیک کس کی ہوتی ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

آریہ سماج لاہور کس حالت میں ہے

آریہ سماج کی چیتی اور پھرتی مشہور ہے۔ آریہ سماج کی کوشش نا صرف ہندوستان میں ہی ختم ہے بلکہ اس کا دائرہ رفتار امریکہ۔ اور جاپان۔ مارشیس۔ اور انگلینڈ۔ افریقہ تک بھی پھیلا ہوا ہے۔ مگر پھر بھی ان لوگوں کے نزدیک اور کس قدر کام کی ضرورت ہے اور وہ اپنے آپ کو کس حالت میں پاتے ہیں۔ اس کے متعلق لاہور کا آریہ اخبار پرکاش ۸ کار تک ۱۹۷۲ سمت کے پرچہ میں لکھتا ہے:۔ "آریہ سماج لاہور کی درتمان اوستھا آریہ جگت سے بھوی ہوئی نہیں۔ اس کی حالت درحقیقت اس سے بھی بدتر ہے جو پنجاب کے آریہ سماجتھ پرشوں کو معلوم ہے۔ سماج کے پورانے اور حقیقی سبھا سدوں کا بھاری حصہ جنکے سر پر آریہ سماج چلا کرتا تھا۔ آریہ سماج لاہور سے اس وقت علیحدہ ہے۔ اور اس کے کسی کام میں مطلقاً کوئی دلچسپی نہیں لیتا۔ کچھ ایسے جن ہیں جو آریہ سماج کے ہتیشی ہیں لیکن اس رنجش کی وجہ سے جو آریہ سماج لاہور کے سبھا سدوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ وہ اس کے کاموں میں کوئی حصہ نہیں لیتے۔ لالہ شیو دیال۔ ایم۔ اے۔ جو پچھلے سال آریہ سماج لاہور کے پردھان تھے۔ اس سال سبھا سدنک نہیں بنے۔ لالہ کاشی رام وائیس پردھان چنے گئے تھے۔ لیکن انہوں نے اسی وقت استعفیٰ دیدیا۔ اور اس وقت تک انہوں نے سماج کے انتظامیہ کاموں میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ لالہ دھرم چند بی۔ اے وکیل منتری بنائے گئے تھے۔ ان کا وطیرہ بھی وہی رہا جو لالہ کاشی رام کا تھا۔ آخر کار سماج کو ان کا استعفےٰ بھی منظور کرنا پڑا۔ رائے ٹھاکر دت دھوں آریہ سماج لاہور کے پردھان ہیں۔ لیکن وہ فروری یا مارچ میں ڈیرہ اسمٰعیل خان تشریف لے گئے تھے اور اکتوبر کے وسط تک ہیں رہے ہیں۔ باقی رہے پنڈت رام بھجدت ان کے متعلق یہ کہنا مبالغہ میں داخل نہیں کہ وہ سال بھر میں چند ہی بار سپتاہک ست سنگ میں درشن دیتے ہیں۔ اور وہ بھی کارروائی کے خاتمہ پر۔ انسٹرنگ سبھا کے جلسوں میں اس سے بھی کم شریک ہوتے ہیں۔

لالہ روشن لال۔ لالہ کدارناتھ۔ پنڈت ٹھاکر دت شرماوید لالہ ستیا رام وغیرہ دوست اس وقت آریہ سماج لاہور سے باہر ام ہو رہے ہیں۔ اب بتلایئے۔ اس وقت آریہ سماج لاہور چلے نوکس کے سر پر؟"

جیل خانہ کا دائمی باشندہ

مدراس کے جج صاحب نے ۲ نومبر کے دن ایک ملزم کو دس روپیہ کا بٹوا چرانے کے جرم میں چھ ماہ قید سخت کی سزا دی ہے۔ اور ساتھ ہی حکم دیا ہے کہ قید کے بعد ۵ سال تک پولیس اسکی نگرانی رکھے فیصلہ میں جج صاحب نے بتلایا ہے کہ ملزم کو یہ دسویں بار سزا ملی ہے۔ اس کو پہلی سزا ۱۸۷۹ء میں دی گئی تھی۔ اس دن سے لیکر اب تک ۳۶ سال کے عرصہ میں اس نے ۳۱ سال جیل خانہ میں گذارے ہیں۔

بار بار سزا پانے پر بھی اور اکتیس برس کا طول طویل عرصہ جیل میں گذارنے پر بھی یہ شخص نہیں سدھرا اور اب بھی دس روپیہ کی خاطر چھ مہینہ کی سخت قید کا مستحق سمجھا گیا ہے۔

جیل خانہ کا یہ مستقل پرندہ کیوں راہ راست پر نہیں آیا۔ اس پر ملک کے مدبروں کو سوچنا چاہیئے۔ اور دیکھنا چاہیئے۔ کہ کیوں ملزم جیل میں جاکر نہیں سدھرتے۔ اور اس قسم کی سزائیں ان پر اثر کیوں نہیں کرتیں؟ یہ سوال بڑا اہم اور نازک ہے۔

مجرموں کو سزا اس لئے دی جاتی ہے تاکہ وہ آئندہ جرم نہ کریں۔ اور اس سے باز رہیں۔ لیکن جب ملزم بار بار وہی جرم کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان پر سزا الٹا اثر کر رہی ہے ایسے واقعات ثابت کرتے ہیں کہ جیل خانوں کی اندرونی حالت سدھارنے کے لئے کتنی بڑی اشد ضرورت ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ

حضرت اقدس کا خطبہ دربارہ انگریزی ترجمہ نور کے گذشتہ پرچہ میں درج کیا گیا تھا۔ اس اخبار کا لیڈر بھی اسی موضوع پر ہے۔ دوست اس لیڈر کو کمال غور سے ملاحظہ فرماویں۔ اور اس کار خیر میں علی حصہ لیکر ثواب دارین حاصل کریں۔ آج قرآن شریف کی خدمت سے بڑھکر دنیا میں اور کونسا کار خیر ہو سکتا ہے۔ دوستوں کو چاہیئے کہ اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ میں دیکھوں گا کہ سب سے پہلی لبیک کس کی ہوتی ہے

ایک اور الم فرسا سانحہ

ہمارا دل جو عزیز المکرم مولوی عبدالحی کی ناگہانی وفات سے پہلے ہی زخمی تھا۔ میرے مکرم دوست چوہدری غلام محمد صاحب بی۔ اے کی اہلیہ کی وفات نے ہمارے زخمی جگر پر ایک اور بھی چرکہ لگایا۔ چوہدری صاحب کی اہلیہ کی وفات بالکل ناگہانی ہوئی۔ مرحومہ کی یادگار چار چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ ایک کی عمر تو صرف ایک سال کی ہے۔ چوہدری صاحب کو جنہیں اپنے بہترین غمگسار رفیق کی جدائی سے تکلیف عظیمہ کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ ایسے وقت میں صبر و شکر کی تلقین کرنا گویا انسانی مقتضیات کا خون کرنا ہے۔

مگر ہم مسلمانوں کے لئے جن کا یہ فرض اولی ہے کہ ہر مصیبت میں اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ کی بشارت کا پھایا اپنے زخمی جگر پر لگائیں۔ اس لئے ہمیں ہر تکلیف اور مصیبت میں اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ کی تعلیم کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ میری درد دل سے دعا ہے کہ مولیٰ کریم چوہدری صاحب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔

اس سال انعامات نوبل کس کس کو دیئے گئے

نوبل انعام جو یورپ میں ہیگ کانفرنس کی طرف سے ہر سال علوم و فنون کی شاخوں کے خاص ترین موجدوں اور مصنفوں کو دیا جاتا ہے۔ اس کا بانی ایک یوروپین مسٹر نوبل نامی تھا۔ جس نے بہت بڑی دولت اس کام کے لئے وقف کی ہے۔ اس وقف اور انعام کے انتظام کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی ہے۔ جو ہیگ کانفرنس سے ملحق ہے۔ اس کے ہر ایک انعام کی قیمت ایک لاکھ ۲۵ ہزار روپیہ ہوتی ہے۔ یہ انعام ہندوستان میں سر رابندر ناتھ ٹگور کو گیتانجلی لکھنے پر دیا گیا ہے۔ اس کمیٹی نے اس سال یہ تجویز کی ہے کہ نوبل کا انعام جو زمانہ امن کی باتوں کے لئے دیا جاتا ہے وہ اس سال نہ دیا جائے۔ لیکن اور اور انعامات دیئے جانے تجویز ہو چکے ہیں۔ ان میں سے فزکس کے دائرہ میں دو انعامات مسٹر ایڈیسن اور مسٹر نکولا ٹسلا کو دیئے گئے ہیں۔ یہ دونوں مشہور موجد ہیں۔ مسٹر ایڈیسن نے برقی طاقت کے عملی استعمال اور ترقی کے لئے بہت کچھ کیا ہے اور بڑے زبردست برقی آلات ایجاد کئے ہیں۔ تار کے ذریعہ خبر کو منتقل کرنے والا آلہ۔ تصویر کو منتقل کرنے والا آلہ۔ متحرک تصاویر دکھانے والا آلہ ہیں۔ مسٹر ٹسلا پیدائشی طور پر سروی ہیں۔ اور انہوں نے تار برقی خبروں کے صیغہ میں اپنا کام شروع کیا تھا۔ وہ مسٹر ایڈیسن کے کارخانہ میں کام کر چکے ہیں۔ ان کا کام بحیثیت موجد کے برقی سائنس تک محدود ہے۔ لٹریچر کے متعلق انعام مسٹر رومین اولینڈ کو دیا گیا ہے۔ جو موجودہ زمانہ کے فرانسیسی لٹریچر کے زبردست عالم ہیں آپ کئی کتب کے مصنف ہیں۔ جن میں سے ایک ناول جو دس جلدوں میں شایع ہوا ہے۔ "جین کرسٹوفر نامی" بہت مشہور ہے

برطانیہ کا جنگ پر روزانہ خرچ

مسٹر اسکوتھ وزیر اعظم برطانیہ نے ایک تقریر کے دوران میں فرمایا ہے کہ ہمارا جنگ کا خرچ جو پہلے سوا دو کروڑ روپیہ روزانہ تھا۔ اور بعد ساڑھے چار کروڑ روپیہ روزانہ ہوا۔ اور پھر اس کی تعداد چھ کروڑ روپیہ روزانہ ہوئی۔ آجکل پورا ساڑھے سات کروڑ روپیہ روزانہ ہے۔ اس کے ساتھ ہی آپنے بتایا کہ گورنمنٹ برطانیہ اس وقت تک اپنے اتحادی ممالک کو ۱۳۔ ارب ۷۵ کروڑ روپیہ قرض دے چکی ہے۔ اور قرضہ کی رفتار ابھی جاری ہے۔

لاہور میں زخمی سپاہی

ہندوستانی سپاہی جو ہماری خاطر جنگ کے مختلف میدانوں میں داد شجاعت دے رہے ہیں۔ قوم ان کی بہت ممنون ہے اور نہایت خوشی کی بات ہے کہ لاہور کے کئی اصحاب زخمی سپاہیوں کے لئے آسائش اور خوشی کا سامان بہم پہنچا کر اپنی احسانمندی کا اظہار کرتے ہیں۔ چنانچہ دیوالی کے روز پنڈت ٹھاکر دت جی شرما دیدلاہور نے میو ہسپتال میں زخمی سپاہیوں کا معائنہ کیا۔ اور ان کو مٹھائی اور پھل نذر کئے مالک کارخانہ امرت دھارا پنڈت ٹھاکر دت صاحب ہر رفاہ عام کام میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہتے ہیں۔ اس شعبہ میں ان کی یہ نیک روش اکثروں کے لئے قابل تقلید ہے۔

شراب نوشی سے پرہیزگار رہنے کے فوائد

کوئی قوم شراب سے پرہیزگار رہ کر کن برکتوں کی وارث بنتی ہے۔ اس کے متعلق صوبجات متحدہ امریکہ کی ریاست کنساس بہت دلچسپ اور مفید اعداد پیش کرتی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس ریاست میں شراب فروخت کی قطعی بندش ہے۔ اور وہاں کے باشندے عموماً شراب سے پرہیزگار ہیں۔ اس کا پھل یہ ہے کہ اس کے ۱۰۵ شہروں میں سے ۵۷ شہروں میں ایک آدمی بھی پاگل نہیں ہے۔ لوگ بیمار بہت کم ہوتے ہیں۔ اور باشندے اچھے اور دولتمند ہیں۔ ۶۰۰ کروڑ نقد روپیہ ریاست کے بنکوں میں جمع ہے۔ زمینداروں کے پاس ۷ کروڑ کی مالیت کے مویشی ہیں۔ ۸۰ فیصدی آدمی پڑھے لکھے ہیں۔ کئی شہروں میں گذشتہ دس سال سے کوئی فوجداری مقدمہ نہیں ہوا۔ اور ۵۲ جیل خانے خالی پڑے ہیں۔ شراب کی فروخت بند کرنے سے پہلے اموات کی اوسط فی ہزار ۱۷۔ تھی۔ مگر اب شرح اموات ۷ فی ہزار ہے!

اس کے مقابل میں پنجاب کے جن اضلاع میں شراب نوشی کا مفرروا ج بہت بڑھا ہوا ہے۔ وہاں کے باشندے جسطرح قلاش ہو رہے ہیں اور اپنی گاڑھی کمائی کے روپیہ کو اپنی جسمانی اور دماغی اور اخلاقی تباہی میں لٹا رہے ہیں۔ اور ان میں جرایم اور مقدمات اور دنگہ و فساد کی بھرمار ہے۔ وہ بہت افسوسناک ہے۔ ایسے لوگ مذکورہ بالا واقعات سے فائدہ اٹھا کر جسقدر جلد اس برائی

سے آزاد ہو سکیں۔ اتنا ہی اس ملک اور قوم کا بھلا ہو سکتا ہے اسلام کے ذریعہ اور کثرت سے مفید کاموں کو چھوڑ کر اس پہلو میں جسقدر مفید کام ہو رہا ہے۔ قوم کا کوئی سچا خیر خواہ اس کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

شراب خانہ خراب

سکھوں کی جو کانفرنس حال میں فیروز پور ہوئی ہے اس کے صدر لالہ روچی رام صاحب پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور نے اپنی افتتاحی تقریر میں ام الخبائث شراب خانہ خراب کی برائیاں کا ذکر کرنے کے بعد اس کے خرچ کا بھی حساب سنایا۔ آپ نے فرمایا کہ صرف ایک ملک کا ایک سال میں چالیس لاکھ من غلہ اسی مشروبات کے بنانے پر خرچ ہوا ہے۔ یہ اتنا غلہ ہے کہ اگر اسکی روٹیاں ایک تنور پر پکائی جاویں اور ہر گھنٹہ میں پانچسو روٹیاں تیار ہوں تو ساڑھے سات سو سال میں سارے غلہ کی روٹیاں تیار ہو سکیں۔ ولایت میں صرف ایک سال (۱۹۰۶ء) میں ۱۶ کروڑ ۶۴ لاکھ ۲۵ ہزار ۹ سو گیارہ پونڈ کی شراب خرچ ہوئی۔

اب ہندوستان کی سنئے ہر چند کہ یہ ایک غریب ملک ہے اور اسے ولایت جتنی منشی اشیاء پینے کی عادت بھی نہیں پھر بھی ۱۹۱۲-۱۳ء میں ۹ کروڑ ۸ لاکھ روپیہ یا ۶۵ لاکھ پونڈ کی دیسی شراب استعمال کی گئی۔ اور یہ اتنے پونڈ ہیں۔ کہ اگر ایک دوسرے پر رکھے جاویں تو ساڑھے تئیس میل بلند سونے کا مینار بنجاوے۔ اس ناگفتہ بہ حالت کا سبب یہ ہے کہ مذہبی اوامر و نواہی کا اثر لوگوں کے دلوں سے اٹھتا جاتا ہے۔ اور آزادی کے خیالات نشو و نما پا رہے ہیں۔

مسیح صاحبان کی خبیثی

میسحی آرگن کرسچین سپرلڈ مغربی افریقہ کے ایک عیسائی پرسٹبرین مشن کی رپورٹ دیتا ہوا لکھتا ہے کہ اس مشن نے وہاں کے مقام ایلاتی میں بارہ برس میں سات سو عیسائی بنائے اور پچیس سو اڑطلائی جمع کیا۔ یہ مشن اس وقت ۱۰۰ پادریوں اور بائیبل پڑھنے والوں کی پرورش کر رہا ہے۔ قریباً ۷۰ دیہاتی مدرسے اس کی مدد سے چل رہے ہیں۔ جن میں چار ہزار طلبا تعلیم پاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اخبار مذکور بتاتا ہے کہ اس مشن میں اس وقت ۲۲۹۷ ممبر شامل ہیں۔ اور چندہ دہندگان کی تعداد پندرہ ہزار ہے عیسائی مشنوں کی اسقدر زبردست طاقت اور مالی امداد کے ساتھ یہ رفتار جو اوپر بتائی گئی ہے۔ اگرچہ سست اور حوصلہ شکن ہے۔ لیکن اخبار مذکور شاکی ہے کہ عام لوگ ان رپورٹوں کو بھی غلط اور ناقابل اعتبار سمجھتے ہیں۔ لیکن تاہم ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ مسلمانوں نے بالمقابل اسلام کی اشاعت میں کہاں تک ہاتھ بٹایا ہے۔ مغربی افریقہ عیسویت کی نسبت اسلام کو بہت کچھ کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ اور خود عیسائی مشنریوں کو اس بات پر تعجب رہتا ہے۔ کہ مسلمانوں کی کوئی باقاعدہ جدوجہد نہ ہونے کے باوجود ان کے بالمقابل مسیحیت کی دال نہیں گلتی۔ اور یہی باعث زیادہ تر ان رپورٹوں کے ناقابل اعتبار ہونے کا ہے۔ لیکن ان سب باتوں کو دیکھنے کے باوجود مسلمان جان بوجھکر اغماض کرتے ہیں۔ اور کوئی باقاعدہ مشن وہاں بھیجنے کا سامان نہیں کرتے۔

KHILAFAT LIBRARY

امپیریل انڈین ریلیف فنڈ

فنڈ ہذا جس کی مقدار اس وقت کروڑ روپے سے زائد تک پہنچگئی ہے۔ اور جس سے نہ صرف میدان میں لڑنے والوں بلکہ ان کے متعلقین و وابستگان کی بھی امداد و اعانت کیجا رہی ہے اسکی آمدنی اور خرچ کی تفاصیل شایع کیگئی ہیں۔ حضور وائسرائے فنڈ مذکور کی مجلس منتظمہ کے پریزیڈنٹ ہونے کی حیثیت سے۔ اور نیز ممبران کمیٹی کی جانب سے تحریک چندہ کو پبلک کے فیاضی سے لبیک کہنے کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ گو وہ جانتے ہیں کہ مصیبت زدوں کی دیگر امدادی سکیموں کے بھی پبلک کی خیرات و ہمدردی پر بہت کچھ مطالبات ہیں۔ ساتھ ہی انہیں بھروسہ ہے کہ اہل ہند پر فنڈ کی اعانت کو بھی حتی الامکان جاری رکھیں گے۔ گو سرمایہ ہذا فوری امدادی ضروریات کو کافی ہوتا ہم اختتام جنگ اور نقصانات کی پوری کیفیت معلوم ہونے پر ظاہر ہوگا۔ کہ ہزاروں باپ یا شوہر کے تلف ہو جانے سے مفلوج ہو گئے ہیں۔ اور ہزاروں گھرانوں کے کمانے والے کوئی نہ کوئی عضو کھو چکے ہیں ان سب کو اہل ہند کی ہمدردی پر بھروسہ ہوگا۔ کہ سرکاری اعانت اور وظایف پر اہل وطن کی فیاضی مستزاد ہو کر انکی تکالیف و افلاس کو کم کرنے کا باعث ہوگی۔ بیلک سے امید ہے کہ وہ اس ضروری اپیل کو نظر انداز نہ کریگی۔

لوکو محکمہ میں مسلمانوں کی قلت

بقول ایک سلیم ہمعصر کے نارتھ ویسٹرن ریلوے کے لوکو ڈیپارٹمنٹ میں اسلامی عنصر کی نہایت قلت ہے۔ مزید براں جو مسلمان صیغہ مذکور میں ملازم بھی ہیں وہ ادنے اور چھوٹے چھوٹے اسامیوں پر مامور ہیں۔ چنانچہ (۵۳۲) اسامیوں میں سے جن میں سے ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ کے دفاتر اور صدر دفتر بھی داخل ہے (۴۳۸) ہندو اور صرف ۹۴ مسلمان ہیں۔ ان اسامیوں کی کل تنخواہ ۲۱۶۷۰ ماہوار ہے۔ ان میں سے ہندوؤں کو ۱۸۵۶۷ روپے اور مسلمانوں کو محض ۲۱۰۳ روپے ملتے ہیں۔ اختلاف اسقدر نمایاں ہے۔ اسکی کچھ زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں۔ امید ہے کہ نارتھ ویسٹرن ریلوے کے ایجنٹ لوکو سپرنٹنڈنٹ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اور دیگر ذمہ وار افسر اس افسوسناک حالت کی طرف جلد متوجہ ہوں گے جب کافی مسلمان تعلیم یافتہ نوجوان مل سکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ سرکاری فائلوں میں ان کو مساوی اسامیاں نہ دیجائیں کسی محکمہ کا ایک ہی قوم کے اجارہ میں چلے جانا نہ صرف دیگر اقوام کی حق تلفی کا موجب ہے۔ بلکہ سیاسی پہلو سے بھی ایسا ہونا خطرات سے خالی نہیں۔

مکرمی چوہدری نذر محمد صاحب ڈیرہ غازیخاں

سے لکھتے ہیں۔ کہ وہ بعض مشکلات میں ہیں احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ احباب کرام خصوصیت سے چوہدری صاحب کے لئے دعا کریں۔

تمسخر و استہزاء

تمسخر و استہزاء کے نتائج و عواقب بعض اوقات بیحد خطرناک ہوتے ہیں۔ پھر آیات الٰہی کی بے ادبی اور خدا اور رسول سے تمسخر کرنے والا خدا کے نزدیک

بھی مستوجب سزائے سخت قرار پاتا ہے۔ چنانچہ ایک مغرور شخص کے سامنے جب یہ آیہ مجیدہ پڑھی گئی قل ارءیتم ان اصبح ماءکم غورًا فمن یاتیکم بماءٍ معین ۝ (پ ۲۹ س الملک ع ۲) اے پیغمبر! ان لوگوں سے کہو۔ کہ بھلا دیکھو تو سہی کہ یہ تمہارا پانی جو تم پیتے ہو اگر زمین کے اندر اتر جائے تو کون تمہارے لئے پانی کی سوتیں بہا لائیگا۔ ؟۔ تو اس نے کہا کہ اگر خدا کنوؤں کا پانی سوکھا دیگا۔ تو ہم کدال پھاوڑے سے زمین کھود کر پانی نکال لیں گے۔ یہ بات اس ظالم کے منہ سے نکلی ہی تھی۔ کہ معًا اس کی آنکھوں کا پانی بالکل خشک ہوگیا۔ اور نور بصارت زایل ہوگیا۔ اور وہ اندھا ہو کر بیٹھ گیا۔

KHILAFAT LIBRARY

جس مجلس میں آیات الٰہی سے تمسخر و استہزاء کیا جا رہا ہو۔ متبعین اسلام کو لازم و واجب ہے کہ وہاں سے ٹل جائیں۔ اور ہرگز ایسی مجالس میں نہ بیٹھیں۔ چنانچہ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے واذا رایت الذین یخوضون فی ایٰتنا فاعرض عنھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ وامّا ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظّٰلمین (پ ۷ س الانعام ع ۱۴) اور جب ایسے لوگ کہیں تمہارے نظر پڑ جاویں جو ہماری آیتوں کا مشغلہ بنا رہے ہوں۔ تو ان کے پاس سے ٹل جاؤ۔ یہانتک کہ ہماری آیتوں کے سوا دوسری باتوں میں لگ جائیں اور اگر شیطان تم کو ہماری نصیحت کسی وقت بھلا دے تو یاد آئے پیچھے ایسے ظالم لوگوں کے ساتھ ہرگز نہ بیٹھنا۔

مگر نہایت افسوس و اندوہ سے دیکھا جاتا ہے کہ آجکل ایسی بے باکی بڑھ گئی ہے کہ بعض نام کے مسلمان لوگوں کی دیکھا دیکھی آیات الٰہی کے ساتھ تمسخر و استہزاء کرنے والی مجالس سے ٹل جانے کی بجائے وہاں ہی ہاں ملانے لگ جاتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کو مخاطب کر کے قرآن کریم فرماتا ہے۔ باللہ وایٰتہ ورسولہ کنتم تستھزءون ۝ (پ ۱۰ س التوبہ ع ۱۴) تم کو ہنسی کرنی تھی تو خدا ہی کے ساتھ اور اسی کی آیتوں اور اسی کے رسول کے ساتھ فہل من مذکر؟

(نور الدین گوجرانوالہ)

سالانہ جلسہ میں غیر احمدی دوستوں کی شمولیت

خاکسار نے پچھلے پرچہ کے لیڈر میں یہ لکھا تھا کہ بعض غیر احمدی دوست جو احمدیت کے قریب تو ہوتے ہیں مگر ایک یا دوسری وجہ سے ان کو اظہار احمدیت کے لئے حجاب ہوتی ہے۔ ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ ایسے قریب آئے ہوئے دوستوں کو ضرور اپنے ساتھ لیتے آویں۔ تاکہ مرکزی حرکات و سکنات کو اپنی آنکھوں دیکھکر انکی وحشت دور ہو اور وہ اسی معرفت سے مستفیض ہوں جس سے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں شیریں کام کیا کیونکہ ہم دل و جان سے اس امر کے متمنی ہیں کہ جس نور سے ہم نے حصہ لیا خدا کرے کہ سب نیا اس نور سے منور ہو جائے۔ ایک معزز مقامی ہمعصر کے ایڈیٹر صاحب کو اس سے اتفاق نہیں ہے۔ ان کے خیال میں اس طرح احمدیوں پر غیر احمدیوں کے کرایہ کا بوجھ پڑیگا۔ اول تو خاکسار ایڈیٹر نور کا یہ منشاء نہ تھا کہ اپنی گرہ سے کرایہ خرچ کر کے غیر احمدیوں کو جلسہ میں شریک کیا جائے اور اگر بفرض محال کوئی روح دو یا چار چھلڑوں کی قربانی سے موت سے نکلکر زندگی میں آسکتی ہے تو ہمیں ایسی کنجوسی سے بھی کام نہیں لینا چاہیئے۔

مسلمانوں کے پیغمبر کی نسبت ایک سکھ کی رائے

خالصہ سماچار اپنے گورپرب نمبر کے لیڈر میں آنحضرت صلعم کی نسبت لکھتا ہے "۱۳۰ کروڑ افراد "محمدؐ (فداہ روحی۔ نور سے پیار کرتے ہیں۔ اس سے سمجھ لو کہ لفظ محمدؐ (فداہ روحی نور) ضرور کوئی اثر رکھتا ہے جس سے ۱۳ و ۱۴ صدیوں کے بعد بھی کروڑہا انسانوں کے قلوب پر اس لفظ کا قبضہ ہے۔ جب ہم محمد صاحب (صلے اللہ علیہ وسلم) کی سوانحعمری پر غور کرتے ہیں تو ان کی سوانح میں اگر کوئی سب سے زیادہ خوبی والی بات نظر آتی ہے۔ تو وہ

اللہ پر ایمان

یہ خوبی ہے جسکا کمال ہم ان کی ذات (مقدس۔ نور) میں دیکھتے ہیں انکا خدا پر ایمان ہے اور دنیا کی کوئی منطق اور فلاسفی ان کو اس زبردست یقین سے ایک بال کے برابر بھی ادھر اُدھر نہیں کر سکتی۔ ان کے اس ایمان کا درجہ بہت بلند تھا۔ اور انکا خدا ان سے کلام بھی کرتا تھا

حضرت باوا صاحب کا یقین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو یقین اُس "اللہ اکبر" اور رب العالمین پر تھا وہ تو خالصہ سماچار کے معزز سکھ اڈیٹر کے قلم سے نکلی ہوئی تحریریں مذکورہ بالا نوٹ میں ملاحظہ فرما ہی چکے ہیں۔ اب خاکسار ایڈیٹر نور حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے شلوک سے اس امر کو ظاہر کرتا ہے۔ کہ حضرت باوا صاحب مرحوم کو آنحضرت صلعم پر کس قدر زبردست و شواس اور یقین تھا۔ حضرت باوا صاحب جنم ساکھی کلاں کے صفحہ ۱۴۲۔ پر فرماتے ہیں

پاک پڑھیو کلمہ رسد احمد نال ملائے۔ ہو یا معشوق خدا ئیدا ہو یا تل للہیہ

یعنی خداوند تعالیٰ کا جو پیارا کلمہ ہے اسکو پڑھو۔ اور وہ پیارا کلمہ کونسا ہے جسکے ساتھ حضرت محمدؐ (فداہ روحی) کا اسم مبارک آتا ہے یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خداوند تعالیٰ کے پیارے تھے اسلئے کہ انہوں نے اپنا سب کچھ خداوند تعالیٰ پر قربان کر دیا تھا۔

الہام اور باوا صاحب

سکھ مضمون نگار نے یہ لکھا ہے کہ خداوند تعالیٰ کے یقین کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سوانح میں اگر کوئی اور خوبی جذب اور کشش اپنے اندر رکھتی ہے تو وہ خداوند تعالیٰ کا کلام یا الہام تھا۔ واقعی قابل نامہ نگار نے یہ بات معقول لکھی ہے الہام۔ اور اکاش بانی خداوند تعالیٰ کے بھگتوں کی ایک جان ہے۔ اب ہم حضرت باوا صاحب کی سوانح پر نظر ڈالتے ہیں کہ باوا صاحب الہام کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے تھے۔ سری راگ محلا پہلا میں باوا صاحب فرماتے ہیں:۔

انہد شبد سوہاوے پائیے گور ویچار

یعنے الہام یا اکاش بانی مرغوب اور زندگی بخش سند بغیر ہادی برحق کے نصیب نہیں ہوتی۔ پھر آگے فرماتے ہیں کہ اکاش بانی یا الہام کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ سری راگ محلا پہلا۔

"انہت بانی پائیے تیہوں ہوئے بناش"

مطلب

کلام ربانی اور الہام الٰہی سے مستفیض ہونے سے انسان کو دکھوں اور مصیبتوں سے نجات ملتی ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ نے الہام ربانی کا گیان کہاں سے حاصل کیا تو آپ کا یہ شلوک مبارک اس عقیدہ کو حل کرتا ہے

ہوئے مسلم دین نہ مانے ۔ مرن جیون کا بھرم چکانے

یعنے صدق دل سے مسلم ہو جاؤ تاکہ دنیوی جنجالوں سے نجات ملے ۔

میں ہندو عقائد کی نسبت اسلامی عقائد کو ترجیح دیتا ہوں

(ایک راسخ الاعتقاد سکھ کی قلم سے)

شریمان جی۔ سری واہگورو جی کی فتح۔ پوڑی بست وسوم جپ جی صاحب کی شرح پر آپکی توجہ مبذول کروانے کی معافی مانگتا ہوں۔

پوڑی ۲۳۔ صلاحیں صلاح۔ ایتی سرت نہ پائیاں ندی اتے واہ۔

پوے سمند نہ جانئی۔ سمند سماہ سلطان۔

کرہا سیتی مال دھن کیڑی تل نہ ہودی سے تنس منونہ وسیرے۔

بھاو (ارتھ) اس پوڑی میں گورو جی مہاراج دو اپدیش کرتے ہیں۔ پہلا کہ اے ہندو خدا تعالیٰ کی ذات کے بارے میں تحقیقات چھوڑ دو۔ اور اسکی صلاحیت یعنی عبادت کرو جیسے فرمان ہے "کہہ نانک وہیہ تت وچارا۔ بن ہر بھجن نہیں چھٹکارا"۔ گورو جی مہاراج فرماتے ہیں۔ کہ جیسے ندیاں اور نالے سمندر میں پڑ کر بھی اس کی حد کو نہیں پا سکتے۔ ویسے ہی انسان بھی ذات الٰہی میں واصل ہوتے ہوئے بھی ذاتِ باری کا آر و پار نہیں پا سکتے۔

دوسرا اوپدیش۔ خداوند تعالیٰ کے نام کے مقابلہ میں تمام روئے زمین کی مال و دولت ہیچ ہے۔ پہلے اوپدیش کی تشریح ذیل کی مثال سے بخوبی ہو جاتی ہے۔

ایک دفعہ ایک غریب زمیندار کچھ غلہ لیکر پن چکیوں پر پسوانے کے لئے گیا۔ وہاں چکیوں کو زور سے چلتے دیکھ کر حیران ہو گیا۔ کہ ان چکیوں کو کون چلاتا ہے۔ دریافت سے معلوم ہوا۔ کہ پانی چلاتا ہے۔ پانی کو دیکھ کر کہنے لگا۔ کہ پانی کہاں سے آتا ہے۔ اسی طرح دریافت کرتا ہوا نہر پر پہنچ گیا۔ جب نہر پر پہنچا۔ تو خیال کرنے لگا۔ کہ نہر میں پانی کہاں سے آتا ہے۔ اسی طرح نہر کے ہیڈ ورکس پر پہنچ گیا۔ وہاں پہنچکر کہنے لگا۔ کہ دریا میں پانی کہاں سے آتا ہے۔ اس تلاش میں وہ گردان و حیران پھرنے لگا۔ کہ جنگلی جانوروں وغیرہ نے اُسکا خاتمہ کر دیا۔ دوسری طرف اس زمیندار کے اہل و عیال بھی بوجہ کماؤ نہ رہنے کے حالت افلاس میں ترقی کرتے کرتے لیمامیٹ ہو گئے۔ مصرع نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔

دیگر التماس ہے کہ پہلی پوڑی سے لیکر بست و دویم پوڑی کا ترجمہ آپ براہ کرم و نوازش ارسال فرماویں تاکہ اس بھی لابھ اٹھا سکے۔ فقط۔ (خالصہ جی کا کوکہ گوجر سنگھ سب اوورسیر فیروز پور جرکہ ضلع گوڑگانوں)

"نور"۔ اسجگہ باوا صاحب نے اس عقیدہ کو کمال وضاحت سے آشکارہ کر دیا ہے۔ کہ وہ لوگ جو خداوند تعالیٰ کے اسرارِ مخفیہ کی عقدہ کشائی میں مصروف ہو جاتے ہیں وہ منزل مقصود کو چھوڑ کر کہیں کے کہیں چلے جاتے ہیں وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں درحقیقت نہ کوئی اندازہ لگا سکتا ہے کہ خدا نے یہ دنیا کب پیدا کی کس سے کی۔ وہی پیدا کرنیوالا ہی خوب جانتا ہے وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ دنیا کو پیدا ہوئے اسقدر سال ہوئی یا روح اور مادہ ازلیہ تینوں ہمعصر ہیں یا روح اور مادہ سے دنیا پیدا ہوئی مگر یہ صرف منہ کی باتیں ہی ہیں وہی پیدا کرنیوالا ہی خوب جانتا ہے کہ دنیا کب پیدا ہوئی اور کس چیز سے ہوئی بندہ کو چاہیئے کہ وہ صرف اسکی عبادت میں مشغول رہے جسکے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ اور یہ وہ مایہ ناز عقیدہ ہے کہ جسے سب سے پہلے اسلام نے از سر نو زندہ کیا ☆ ☆ ☆

میں آریہ سماج کے متعلق اسلامی اصولوں کو ترجیح دیتا ہوں

(ایک پکے آریہ سماجی کی قلم سے)

جناب من تسلیم! براہ مہربانی میرے اس مختصر سے خط کو اپنے قیمتی اخبار میں درج فرما کر مشکور فرما دیں۔

"میں عرصہ دس سال سے متواتر سائنس وغیرہ کی تحقیقات کر رہا ہوں اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ آریہ سماج کی موجودہ تعلیم سائنس کے بالکل خلاف ہے۔ حتیٰ کہ آریہ سماج کو سائنس کی موٹی موٹی باتیں بھی معلوم نہیں ہیں، سماجی دوستوں کا یہ دعویٰ کہ انکی تعلیم اور مذہب بالکل سائنس کے مطابق ہے۔ درست نہیں بلکہ اسلام کی تعلیم مجھے سائنس کے مطابق ملتی ہے۔ میں اپنی تحقیقات کو پبلک کے روبرو رکھنے کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔ میرا مقصد ہار جیت سے نہیں۔ بلکہ صداقت کا اظہار کرنے سے ہے۔ مجھے مذہبی تُو تُو مَیں مَیں سے غرض نہیں کیونکہ اس سے بجائے فائدے کے الٹا نقصان ہوتا ہے۔ اور آپس کی شکر رنجی زیادہ بڑھتی ہے۔ میں نہ تو آریہ سماج کا دردھی ہوں اور نہ اس کو یا کسی اور مذہب کو نقصان پہنچانے والا۔ بلکہ میں پکا آریہ سماجی ہوں۔ مگر میں راستی کا طلبگار ہوں۔ وہ باتیں جو صداقت سے دور ہیں۔ اس کا دور کرنا میں انسانیت کا فرض خیال کرتا ہوں کسی تعصب سے نہیں۔ بلکہ صرف صداقت اور حق اور حقانیت کی تحقیقات کے لئے۔

میں نے درجنوں خط برگزیدہ آریہ دوستوں اور لیڈروں کے نام روانہ کئے۔ مگر جن سے مجھے پوری امید تھی۔ وہ بالکل خاموش ہو گئے۔ اور ذرہ سامنے تک نہ آئے۔ یاد دہانی بھی کی گئی۔ مگر پھر بھی کوئی نہ ٹلی۔ آخر کار ہار کر خاموش ہو رہا۔ اور اچھے موقعہ کا انتظار کرتا رہا۔ سب سے زیادہ تعجب مجھے لالہ دیوانچند جی ایم۔ اے پر ہے۔ ان کی چند کتب میں نے اردو انگریزی کی دیکھیں۔ اور ان کے لکچر پڑھے۔ اور ان کی کتابوں کے اقتباس بھی خطوں میں دیئے۔ مگر واہ لالہ صاحب! کہ کان پر جوں نہ چلی۔ لالہ صاحب موصوف نے اپنے آریہ سکھشا نامی کتاب میں کچھ تھوڑا آزادی سے کام لیا ہے۔ ایک جگہ کتاب مذکور میں آپ فرماتے ہیں

KHILAFAT LIBRARY

"کہ جو خیال کام کا نہ ہے۔ اُسے پھینک دیا جائے
عام طور پر ناکارہ خیالات خود بخود پھینکے جاتے ہیں"

(صفحہ ۱۹۵)

لالہ جی کے یہ خیالات سنہری قلم سے لکھے جانے کے لائق ہیں۔ مگر جب ہم چاہتے ہیں۔ کہ آپ ان کو فعل کی شکل میں تبدیل کریں۔ تو لالہ جی خاموشی سادھ کر رہ جاتے ہیں۔ اور چون تک نہیں کرتے لالہ جی سے ہم استدعا کرتے ہیں۔ کہ شریمان جی آپ ہم کو ثابت کر کے دکھلائیں۔ کہ آپ کے وید مت میں آدی سرشٹی میں جوان جوان آدمی اور عورتیں پیدا ہونا بتلایا ہے۔ وہ کونسی سائنس کے مطابق ہے۔ سائنس تو اصول ارتقا کو مانتی ہے۔ جسکو کہ تمام دنیا کے بڑے بڑے شہرہ آفاق سائنسدانوں نے مان لیا ہے۔ تو لالہ جی کا جواب صرف خاموشی ملتا ہے ☆

آپ کا نیاز مند کرپال سنگھ

(از اندور)

دلچسپ نوٹ

KHILAFAT LIBRARY

نئی قسم کا جہاز:۔ آجکل امریکہ کے سائنسدان ایک اس قسم کا جنگی جہاز بنا رہے ہیں۔ جو پانی کی سطح پر تیرتا ہوا ہی دشمن کو نظر نہ آیا کرے گا۔ اگر اس میں کامیابی ہوگئی۔ تو آبدوز کشتیوں کی قدر و قیمت بہت کم ہو جائیگی۔

سودا بہت مہنگا ہے:۔ ایک سویلین جو حال ہی میں مغربی میدان جنگ سے واپس آیا ہے بیان کرتا ہے کہ میں نے پورے ۴۸ گھنٹے خندقوں میں رہ کر مشاہدہ کیا ہے۔ کہ جرمن جب پندرہ ہزار گولی چلاتے ہیں تب کہیں پندرہ انگریز مرتے ہیں۔ اس حساب سے ایک آدمی کو مارنے میں جرمنی کا ایک ہزار پونڈ یعنی پندرہ ہزار روپیہ صرف ہوتا ہے۔ کیا جرمنی کی مالی حالت اسے اجازت دے سکتی ہے کہ وہ اتنا مہنگا سودا زیادہ عرصہ تک کرتی رہے۔

ہوا باز لڑکی:۔ اس وقت روس کے ہوا بازوں کے دستہ میں سب سے زیادہ دلیر ہوا باز ایک لڑکی ہے۔ جو پیٹروگریڈ کی متعلمہ ہے۔ ابھی چند روز ہوئے کہ یہ اپنا ہوائی جہاز لیکر آسٹرین فوج کے اوپر اوڑتی رہی۔ اور اڑتے ہی اڑتے اپنی فوج کو بذریعہ سگنل خبر دی کہ آسٹرین توپخانہ کس جگہ رکھا ہوا ہے۔ اس خطرناک کام میں آسٹرین اتوپ نے اس پر نیچے سے گولے چلائے۔ اور یہ دو جگہ زخمی بھی ہوئی۔ لیکن تاہم اس نے ہوش و ہواس بجا رکھے۔ اور اپنی ہی فوج میں آکر اپنا جہاز اتارا۔

مکھی اور توپ:۔ درہ دانیال میں مکھیوں کی زیادتی سے افواج کو کس قدر تکلیف پریشانی ہو رہی ہے اس کا اندازہ اس ایک ہی بات سے بخوبی لگ سکتا ہے کہ ایک سپاہی وہاں سے ایک اخبار کو لکھتا ہے کہ ہماری سپاہ کو کلدار توپوں کا اتنا خوف نہیں جتنا مکھیوں کا ہے۔ حال ہی میں ہمیں ایک قطعہ زمین سے گذرنا پڑا جسپر مری ہوئی مکھیوں کی تہ دو فٹ اونچی نہ بچھی ہوئی تھی۔

جاپان میں سنسکرت کتب

:۔ رائے سرت چندر بہادر جو جاپانی و تبتی زبان کے ماہر ہیں۔ اور عرصہ دراز تک تبت میں سرکاری خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔ اب اس غرض سے جاپان گئے ہیں کہ جاپان کے پہاڑی علاقوں میں جو پورانی سنسکرت کے قلمی نسخے ملتے ہیں انہیں تلاش کر کے حاصل کریں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی وقت جاپان کی بھی مذہبی زبان سنسکرت تھی۔ ان حالات و خیالات جاننے میں آریہ سماج کو بہت مدد مل سکتی ہے۔ لیکن یہاں کون اولوالعزم ہے جو تحقیقات کیلئے جاپان جائے؟۔

بیرسٹر انسپکٹر:۔ یوپی کی گورنمنٹ نے میرٹھ کے بیرسٹر مسٹر سید رحیم حسین کو اس ملک میں انسپکٹر مدارس متعین کیا ہے ہماری رائے میں یہ خبر بھی ایک عجوبہ ہے۔ کیونکہ آجتک بیرسٹروں کو اگر گورنمنٹ کی انپر کوئی خاص عنایت ہوئی تو عہدے تو ملتے آئے تھے۔ لیکن محکمہ تعلیم کے لئے ایک بیرسٹر کا انتخاب عجیب بات ہے خصوصاً اس صورت میں جبکہ کوڑیوں اسسٹنٹ انسپکٹر ڈپٹی انسپکٹر۔ سکولوں کے ہیڈ ماسٹر و کالجوں کے پروفیسر انسپکٹری کے لئے چشم براہ بیٹھے ہوں

ہم ہوا میں کھڑے رہ سکیں گے:۔ ایک سائنس دان نے ایک ایسی عجیب و غریب ایجاد کرنے کا دعوے کیا ہے۔ جسکی بدولت کشش ثقل کا مقابلہ کامیابی سے کیا جا سکتا ہے۔ اس اطالوی انجنیر کے بیان کے مطابق الہ میں یہ وصف ہے کہ اسکی مدد سے کوئی جسم ہوا میں معلق اور ایک ہی جگہ کھڑا رہ سکتا ہے۔ آلہ کو ایک خاص جگہ میں جس بلندی پر چاہو کھڑا کر لو۔ جس طرف چاہو چلا لو۔ جہاں چاہو ٹھہرا لو۔ لطف یہ کہ ان کاموں کے لئے کسی موٹر یا خود بخود چلنے والی کل کی بھی ضرورت نہیں۔ آلہ چرٹ کی شکل کا ۱۰ فٹ لمبا اور ۳۰ انچ چوڑا ہے۔ اس کا وزن ڈھائی من کے قریب ہے۔ اور ۴۵ سیر وزن اٹھا سکتا ہے۔ موجد نے برقی لہروں سے ایسے عجیب و غریب طریق پر کام لیا ہے۔ کہ یہ مسلسل ۲۴ گھنٹہ تک ہوا میں معلق رہ سکتا ہے۔ آلہ مذکور چار سو گز سے لیکر ۱۱ سو گز کی بلندی پر ایک جگہ قایم رہ سکتا ہے۔ اگر یہ دعوی درست ہے تو یہ ایجاد انسانی کاروبار میں ایک عظیم تغیر پیدا کرنے کا موجب ہوگی؟۔

ڈیڑھ لاکھ برس کا قدیم انسان

:۔ مشرقی افریقہ میں ایک خشک جھیل کی تہ سے ڈیڑھ لاکھ برس کا ایک پرانا انسانی پنجرہ برآمد ہوا ہے خیال کیا جاتا ہے کہ یہ شخص جھیل میں ڈوبکر مر گیا ہوگا۔ اس کے نیچے زمین کا ایک اور طبقہ تھا۔ جس میں بہت سے گینڈوں کے پنجر پڑے ہوئے تھے۔ مٹی کی ایک تہ انسانی پنجر کو چھپائے ہوئے تھی۔ اس پر تغیر زمانہ سے مٹی کے طبقات بنتے اور جمتے چلے گئے۔ حتی کہ جھیل ہی خشک ہوگئی۔ ایک جرمن پروفیسر نے مذکورہ بالا قدیم انسانی پنجر کی تحقیقات کی ہے اور وہ جرمنی میں اس پر لکچر دیتا پھرتا ہے۔

اوپٹوفون حال ہی میں یوروپ میں ایک ایسا آلہ ایجاد ہوا ہے جس کا نام اوپٹوفون ہے۔ اس آلہ کی مدد سے اندھے کانوں سے پڑھ سکیں گے۔

باغ عدن:۔ اس قطعہ پر بڑے بڑے نامی سیاحوں مثلاً کولمبس اسٹین کارو وغیرہ نے اثنائے سفر میں جو دلچسپ اور پراسرار حالات لکھے ہیں۔ ان سب سے سرجان مینڈ مسی دائیں ہی اس کے وسیع معلومات حاصل کرنے میں سبقت لیگئے ہیں۔ جو ۱۳۲۲ء میں سفر کرنے نکلے تھے۔ اور ۲۴ برس سے زیادہ عرصہ کے بعد اپنی سیاحت سے واپس آئے۔ وہ لکھتے ہیں کہ بہشت روئے زمین کا سب سے زیادہ بلند مقام ہے اور اسکی بلندی اس قدر بڑھی ہوئی ہے کہ کرۂ قمر جب حرکت کرتا ہوا اس جانب سے نکلتا ہے تو اس کا دائرہ اس بہشت سے آکر مل جاتا ہے اور اس بہشت کا رقبہ چہار طرف سے بذریعہ ایک دیوار کے محصور ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ دیوار کہاں ہے۔ کیونکہ اس دیوار پر بالکل کاہی جمی ہوئی ہے۔ اور ظاہراً یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ وہ حلقی پتھر کی دیوار ہے۔ جنوب سے شمال کو نہی چلی گئی ہے۔ جس کے اس پار جانے کا ایک ہی راستہ پایا جاتا ہے اور اس راستہ کے دونوں پر آگ ہمیشہ شعلہ زن رہا کرتی ہے۔ پس کوئی دنیا کا آدمی اس کے اندر جانیکی جراءت نہیں کر سکتا۔ بڑے بڑے لارڈوں نے بڑی آمادگی کے ساتھ دریاؤں سے گذر کر بڑی بھاری کمپنیوں کے ذریعہ سے اسکے اندر جانے کا قصد کیا۔ لیکن وہ اس بحری سفر میں اپنی تیزروی نہ دکھا سکے بہتیرے تھک تھک کر ہلاک اور دریا کی موجوں میں غائب ہوگئے۔ بہتیرے اندھے اور بہرے ہوگئے۔ پس عام آدمیوں میں سے کوئی شخص تا وقتیکہ اس پر خدا کی خاص مہربانی نہ ہو اس نظام تک نہیں پہنچ سکتا۔

آریہ مذہب کی کتابوں میں شدھی کا کہیں ذکر نہیں!

KHILAFAT LIBRARY

نمبر (۵)

ناظرین ہم اب اس جگہ آریہ سماج کے سولہ سنسکاروں میں سے تین سنسکار پیش کریں گے اور ثابت کرینگے کہ ان سنسکاروں کے وقت سوامی جی نے جو عمل کرنا بتایا ہے۔ وہ ہرگز شدھی کے حق میں نہیں؛ یعنی جس حالت میں سنسکار بتلائے گئے ہیں وہ ایک جنم سے پیدا ہوئے شودر کے لئے نہیں ہیں!۔

سنسکار یگیوپویت اور شدھی

یگیوپویت (رسم زنار بندی)

(س) (دوج بنو کی رسم کرکے اور شودر بغیر کئے اپنی اولاد کو گوروکل میں بھیجدیویں) (ص ۴۲)

نویں برس کے شروع میں دوج (برہمن۔ کھشتری۔ ویش اپنی اولاد کا اپ نین (رسم زنار بندی) کرکے آریہ کل میں یعنی اتالیق عالم کامل اور اتالیق کامل و فاضل تعلیم و تربیت کرنے والے ہوں۔ لڑکے اور لڑکیوں کو بھیجدیں۔ شودر وغیرہ ورن اپ نین کئے بغیر ہی تحصیل علم کے لئے گوروکل میں بھیجدیں (م) ہاں کیوں صاحب اب بھی اس میں کچھ شک ہے۔ دیکھئے سوامی جی نے یہاں صاف لفظوں میں فرمایا ہے کہ جو افراد شودر کے گھر سے پیدائش رکھتے ہوں ان کو زنار نہ پہنایا جاوے جب شودر کی اولاد ہونے کے باعث یگیوپویت جیسا امتیازی نشان ہمارے آریہ دوست شودروں کا دینا روا نہیں رکھتے۔ تو ظاہر ہے کہ اور دیگر پہلوؤں میں بھی اس سے ویسا ہی سلوک کیا جاویگا۔ کیونکہ جب ایک لڑکے کو ہی شودر خیال کیا گیا۔ پھر وہ سنسکار اور دیگر قسم کی تربیت کے مطابق آخر بنے گا بھی شودر۔ اب ہم اپنے آریہ دوستوں سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ جب آپنے ۵ یا ۷ برس پر کسی شخص کو برہمن یا شودر کا خطاب دینا ہے تو آٹھ سال کی عمر میں ایک انسان کا سنسکار کرنا اور دوسرے کو اس سے محروم رکھنا محض اس سبب سے کہ ان میں سے ایک کے والدین برہمن اور دوسرے کے شودر۔ اس کا کیا مطلب۔ کیونکہ جب شودر اور برہمن کا امتیاز سنسکاروں کے وقت مدنظر رکھا گیا۔ تو ہمیشہ کے لئے ان کے اوصاف و اعمال بھی مختلف ہونگے یعنی سنسکار زنار وغیرہ کے فوائد سے شودروں کی اولاد محروم اور برہمن وغیرہ کی مستفیض ہوگی۔ اس سے کہنا پڑے گا کہ برہمن کا بیٹا سنسکاروں کے باعث سے بھی برہمن اور شودر کا شودر ہی رہے گا۔ اگر کرم یعنی افعال سے ہی ورن تسلیم کیا جاتا تو کیوں شودر اور برہمن والدین ہونے کے باعث بچوں کے سنسکاروں میں تمیز کی جاتی۔ ہاں ہمارے آریہ دوست بعض اوقات یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ شودروں کے گھر میں سنسکار یگیوپویت وغیرہ رائج نہیں وہ گوروکل میں جاکے کرلیں گے۔ اور اسی صفحہ پر مترجم نے مندرجہ ذیل نوٹ بھی دیا ہے۔ ورن چار ہیں۔ برہمن۔ کھشتری۔ ویش۔ شودر۔ اور یہ تفریق بلحاظ چار قسم کی قابلیت کے ہیں نہ کہ بلحاظ پیدائش چونکہ اب نین (زنار بندی) دوج اونچی ذاتوں میں ہوتی ہے۔ شودر خاندانوں میں نہیں ہوتی۔ اس لئے جو بالک شودر خاندانوں میں پیدا ہو وہ گوروکل میں بغیر اپ نین کے تحصیل علم کے لئے جاسکتا ہے اور وہاں اگر وہ دوجون کا درجہ حاصل کرے تو زنار پہنا کر اس کو دوجون کے درجہ میں داخل کیا جاسکتا ہے۔ اور اسی طرح دوجونوں کا لڑکا دوجون کی صفات سے عاری رہے تو وہ زنار اتار کر شودروں کے زمرہ میں داخل ہو جائیگا۔ (مترجم)

حیرانی بلکہ حیرت ہے کہ جناب مترجم صاحب کے خیال میں یہ بھی ایک دلیل ہے کہ شودر خاندانوں میں سنسکار زنار نہیں کیا جاتا۔ جناب پھر شودر اور دیگر اونچ اقوام میں بہت سے خاندان ایسے ہیں کہ جن میں تعلیم کا مطلق رواج ہی نہیں تو کیا جس بنا پر شودر کے گھر میں رسم زنار بندی ادا نہیں کی گئی اسی طرح جاہل خاندانوں کے لڑکوں کو تعلیم سے محروم رکھا جائیگا جناب مترجم جی رقمطراز ہیں کہ گوروکل میں جاکر شودر چاہے تو افضل اقوام میں داخل ہو جائے۔ کیوں؟ جناب صاحب یہ فیصلہ صرف شودر کی خواہش پر ہی مبنی ہے یا آپ جیسے بھدر پرشوں کی رائے کا محتاج ہے اگر شودر کی خواہش ہی ہونی کافی ہے تو کون چاہتا ہے کہ میں ادنیٰ بنوں؟ اعلیٰ بننے کو ہر ایک انسان ہمیشہ واویلا مچاتا ہے۔ پھر تو جہان میں کوئی شودر رہیگا ہی نہیں۔ تمام انسان اوچ ورن میں داخل ہونے کی خواہش کرتے ہوئے اپنے مدعا پر کامیاب ہو جائینگے۔ آخر آپ کا چار ورن کا سلسلہ بھی درہم برہم ہو جائیگا۔ اگر آراکین پبلک کی رائے سے کوئی شخص اونچ یا پنج ورن میں لیا جاتا ہے تو وہ پچیس برس کی عمر میں بھی ایسا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ سوامی جی نے ورن دوستھا (انتخاب ذات) پچیسویں سال واپسی گوروکل پر ہی تحریر فرمایا ہے تو پھر کیا پچیس برس سے بعد شودر کے بچے کا اپ نین سنسکار ہوگا۔ پھر آپ نے یوں ہی کیوں نہ کہہ دیا۔ کہ گوروکل اسے آکر سنسکار کرے۔ مگر ایسا کہنا بھی مشکل تھا۔ کیونکہ جب آریہ بھائی سنسکاروں کی تائید میں مصر ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ سنسکاروں کے بغیر انسان مکمل انسان نہیں ہو سکتا۔ اور سنسکار ودھی میں یگیوپویت کے متعلق جہاں کہاں برہمن۔ کھشتری۔ ویش کا ہی ذکر آتا ہے۔ شودر کا کہیں بر ائے نام بھی ذکر نہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ شودر سنسکار کا استحقاق نہیں رکھتا۔ علاوہ ازیں مذکورہ کتاب میں سولہ برس سے پہلے ویش کا وقت یگیوپویت ہے۔ اس سے آگے براہمن۔ براہمن پن سے کھشتری۔ کھشتری پن سے ویش۔ ویش پن سے پتت (بالکل خارج ہیں) یہ وقت بھی زیادہ سے زیادہ ہے۔ ورنہ جنیو کا وقت اس سے بہت پیشتر ہے۔ اب فرماویں جب ورن و دستھا کا انتخاب اعمال و اوصاف کے مطابق ۲۴ سال سے بعد ہے تو پھر شودر کو کس ورن میں داخل کیا جاویگا۔ حاصل کلام شودر کے سنسکار کے لئے کوئی وقت نہیں۔ مگر یہاں زیادہ طوالت کی چنداں ضرورت نہیں۔ کیونکہ سوامی جی نے گوروکل میں جاکر زنار بندی کا ذکر کیا ہے۔ وہاں بھی شودر کا کہیں نام و نشان نہیں۔ چنانچہ س ف ۳ (ص س ۵) ۴۶ میں لکھا ہے کہ لڑکوں کا پہلا یگیوپویت گھر میں ہو۔ اور دوسرا پاٹھ شالہ میں گوروکل میں"۔

کیوں؟ مہاشہ مترجم جی۔ سوامی صاحب تو انہیں لڑکوں کا زنار گوروکل میں قرار دیتے ہیں۔ خبکا گھر میں بھی ہو چکا ہو پھر آپ یہاں شودر کا ذکر کہاں سے لاتے ہیں سوامی دیانند صاحب کا ہرگز یہ منشا نہیں تھا۔ یہاں تو گواہ چست اور مست کی مثال مصداق ہے۔ پھر اسی پر ختم نہیں بہار کی وزارت اور خوبیاں دیکھئے۔

(باقی آئندہ)

KHILAFAT LIBRARY

اجتماعِ ضدین اور بائیبل

اُس جگہ کمال متانت اور سنجیدگی سے یہ دکھلایا جاتا ہے کہ بائیبل میں ایک جگہ ایک امر کو کسطرح بیان کیا گیا ہے۔ اور دوسری جگہ کسطرح اور جو بجائے تطبیق کے ضدین ہے ※ ※ ※

(۱) "۔ اور پہر دن چڑھا تھا۔ جب انہوں نے اسکو صلیب پر چڑھایا"۔ (مرقس باب ۱۵۔ آیت ۲۵)

"یہ فسح کی تیاری کا دن اور چھٹے گھنٹے کے قریب تھا پھر اُس نے یہودیوں سے کہا۔ کہ دیکھو تمہارا بادشاہ۔ پس وہ چلائے۔ لیجا۔ لیجا۔ اسے صلیب دے"۔ (یوحنا باب ۱۹ آیت ۱۴، ۱۵)

اختلاف ۱۔ ایک جگہ سے ظاہر ہے۔ کہ ایک پہر یعنی تین گھنٹہ دن چڑھے صلیب دیدی گئی۔ اور دوسری جگہ ظاہر ہے۔ کہ چھ گھنٹہ تک صلیب نہیں دیگئی ؛

(۲) "۔ پس وہ یسوع کو لیگیا اور وہ اپنی صلیب آپ اٹھائے ہوئے اس جگہ تک باہر گیا۔ جو کھوپری کی جگہ کہلاتی ہے۔ جسکا ترجمہ عبرانی میں گلگوتہ ہے"۔ (یوحنا باب ۱۹ آیت ۱۶، ۱۷)

"جب باہر آئے تو انہیں شمعون نام ایک قیرینی آدمی ملا۔ اُسے بگار میں پکڑا کہ اس کی صلیب اٹھائے اور اس جگہ جو گلگوتہ یعنی کھوپری کی جگہ کہلاتی ہے"۔ (متی باب ۲۷۔ آیت ۳۲)

"اور جب اس کو لئے جاتے تھے۔ تو انہوں نے شمعون نام ایک قیرینی کو جو دیہات سے آتا تھا۔ پکڑ کر صلیب اُس پر رکھدی کہ یسوع کے پیچھے پیچھے لے چلے"۔ (لوقا باب ۲۳ آیت ۲۶۔ مرقس باب ۱۵۔ آیت ۲۱)

اختلاف ۱۔ ایک جگہ سے ظاہر ہے کہ جناب حضرت مسیح اپنی صلیب خود اٹھا کر لے گئے۔ مگر دوسری جگہوں سے ظاہر ہے کہ ایک بیگاری شمعون نام قیرینی صلیب اٹھا کر لے گیا۔

(۳) "ہفتہ کے پہلے دن مریم مگدلینی ایسے تڑکے کہ ابھی اندھیرا ہی تھا۔ قبر پر آئی"۔ (یوحنا باب ۲۰۔ آیت ۱)

"اور سبت کے بعد ہفتہ کے پہلے دن پو پھٹنے کے وقت مریم مگدلینی اور دوسری مریم قبر کو دیکھنے آئیں"۔ (متی باب ۲۸ آیت ۱)

جب سبت کا دن گذر گیا۔ تو مریم مگدلینے اور یعقوب کی ں اور سلوی نے خوشبو کی چیزیں مول لیں۔ تاکہ اُس پر ملیں۔ اور ہفتہ کے پہلے دن بہت سویرے جب سورج نکلا ہی تھا قبر پر آئیں"۔ (مرقس باب ۱۶۔ آیت ۱-۲)

"اور قبر سے لوٹ کر انھوں نے اُن گیارہ اور باقی لوگوں کو ان سب باتوں کی خبر دی۔ جنہوں نے رسولوں سے یہ باتیں کہیں وہ مریم مگدلینے اور یوحنا۔ یعقوب کی ماں مریم اور ان کے ساتھ کی باقی عورتیں تھیں"۔ (لوقا باب ۲۴ آیت ۹-۱۰)

اختلاف ۱۔ ایک جگہ ظاہر ہے کہ ایک عورت قبر پر گئی۔ دوسری جگہ ظاہر ہے۔ کہ دو گئیں۔ تیسری جگہ ظاہر ہے۔ کہ تین گئیں۔ اور چوتھی جگہ ظاہر ہے۔ کہ بہت سی گئیں ؛

(۴) "لیکن مریم باہر قبر کے پاس کھڑی روتی رہی اور جب روتے روتے قبر کی طرف جھک کر نظر کی۔ تو دو فرشتوں کو سفید پوشاک پہنے ہوئے ایک کو سرہانے اور دوسرے کو پائینتی بیٹھے دیکھا۔ جہاں یسوع کی لاش پڑی تھی"۔ (یوحنا باب ۲۰۔ آیت ۱۱-۱۲)

"اور قبر کے اندر جا کے انھوں نے ایک جوان کو سفید جامہ پہنے ہوئے داہنی طرف بیٹھے دیکھا۔ اور نہایت حیران ہوئیں"۔ (مرقس باب ۱۶۔ آیت ۵)

اختلاف ۱۔ ایک جگہ سے ظاہر ہے کہ دو فرشتے دیکھے گئے۔ مگر دوسری جگہ سے ظاہر ہے کہ ایک جوان دیکھا گیا۔ ایک جگہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ فرشتے قبر سے باہر دیکھے گئے دوسری جگہ سے ظاہر ہے کہ جو ان قبر کے اندر جا کر دیکھا گیا

(۵) "اور دیکھو ایک بڑا بھونچال آیا۔ کیونکہ خداوند کا فرشتہ آسمان سے اترا۔ اور پاس آکر پتھر کو ہٹا دیا۔ اور اس پر بیٹھ گیا"۔ (متی باب ۲۸ آیت ۲)

"اور ایسا ہوا۔ کہ جب وہ اس بات سے حیران تھیں۔ تو دیکھو دو شخص باریک پوشاک پہنے اُن کے پاس آ کھڑے ہوئے"۔ (لوقا باب ۲۴۔ آیت ۴)

اختلاف ۱۔ ایک جگہ سے ظاہر ہے۔ کہ ایک فرشتہ آسمان سے اُتر کر پتھر کو لڑکا کر بیٹھ گیا۔ دوسری جگہ سے ظاہر ہے۔ کہ دو شخص باریک پوشاک پہنے آئے اور کھڑے ہو گئے ؛

(۶) "اور وہ خوف اور بڑی خوشی کے ساتھ قبر سے جلد روانہ ہو کر اس کے شاگردوں کو خبر دینے دوڑیں"۔ (متی باب ۲۸۔ آیت ۱۰)

"اور قبر سے نکل کر انہوں نے اُن گیارہ اور باقی سب لوگوں کو ان سب باتوں کی خبر دی"۔ (لوقا باب ۲۴ آیت ۹)

"اور وہ نکلکر قبر سے بھاگ گئیں۔ کیونکہ لرزش اور ہیبت اُن پر غالب آئی تھی۔ اور انھوں نے کسی سے کچھ نہ کہا۔ کیونکہ ڈرتی تھیں"۔ (مرقس باب ۱۶۔ آیت ۸)

اختلاف ۱۔ دو جگہ سے ظاہر ہے کہ عورتوں نے شاگردوں کو خبر دی۔ مگر ایک جگہ سے ظاہر ہے کہ کسی کو خبر نہیں دی۔

(۷) "پس پطرس اور دوسرا شاگرد نکل کر قبر کی طرف چلے اور دونو ساتھ ساتھ دوڑے۔ مگر وہ دوسرا شاگرد پطرس سے آگے بڑھ کر قبر پر پہلے پہنچا۔ اُس نے جھک کر نظر کی اور سوتی کپڑے پڑے ہوئے دیکھے۔ مگر اندر نہ گیا۔ شمعون پطرس اس کے پیچھے پیچھے پہنچا۔ اُس نے قبر کے اندر جا کر دیکھا۔ کہ سوتی کپڑے پڑے ہیں۔ اس پر دوسرا شاگرد بھی جو پہلے قبر پر آیا تھا۔ اندر گیا۔ اور اُس نے دیکھ کر یقین کیا"۔ (یوحنا باب ۲۰۔ آیت ۴ تا ۸)

"اس پر پطرس اٹھ کر قبر تک دوڑا گیا۔ اور جھک کر نظر کی۔ اور دیکھا۔ کہ صرف کفن ہی کفن ہے۔ اور اس ماجرے سے تعجب کرتا ہوا اپنے گھر چلا گیا"۔ (لوقا باب ۲۴۔ آیت ۱۲)

اختلاف ۱۔ ایک جگہ سے ظاہر ہے کہ دو شاگرد قبر تک دوڑے گئے۔ دوسری جگہ سے ظاہر ہے۔ کہ صرف ایک گیا۔

(۸) "اور وہ روپیہ کو مقدس میں پھینک کر چلا گیا۔ اور جا کر اپنے آپ کو پھانسی دی"۔ (متی باب ۲۷۔ آیت ۵)

"اُس نے بدکاری کی کمائی سے کھیت حاصل کیا۔ اور سر کے بل گرا۔ اور اس کا پیٹ پھٹ گیا۔ اور اس کی ساری انتڑیاں نکل گئیں۔ (اعمال باب ۱۔ آیت ۱۸)

اختلاف ۱۔ ایک جگہ ظاہر ہے۔ کہ یہوداہ اپنے آپکو پھانسی دیکر مرگیا۔ اور دوسری جگہ ظاہر ہے۔ کہ پیٹ پھٹنے سے مرگیا ایک جگہ ظاہر ہے کہ اُس نے روپیہ واپس پھینک دیئے۔ اور دوسری جگہ ظاہر ہے کہ روپیہ سے کھیت حاصل کر لیا ؛

(۹) "کیونکہ جیسے یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہیگا۔ (متی باب ۱۲۔ آیت ۴۰)

"اور تیسری گھڑی تھی۔ کہ انھوں نے مصلوب کیا۔ اور جب غلام

KHILAFAT LIBRARY

ہوئی تو یہ وہ دن تھا۔ جو سب سے پہلا تھا۔ اور پلاطوس نے تعجب کیا۔ کہ وہ مر چکا ہے۔ اور صوبہ دار کو بلا کر اس کو پوچھا کیا ابھی مر گیا۔ اور صوبہ دار سے تحقیق کر کے لاش یوسف کو بخشدی۔ اس نے سوتی پڑا مول لیا۔ اور اُسے اتار کے اس کپڑے میں لپیٹا۔ اور ایک قبر میں جو چٹان میں کھودی گئی تھی رکھا اور قبر کے دروازہ پر ایک پتھر ڈھلکا دیا۔ اور ہفتہ کے پہلے دن سویرے ہی اٹھ کر پہلے مریم مگدلینا کو جس میں سے اس نے سات دیو نکالے تھے۔ دکھائی دیا۔" (مرقس باب ۱۵ و ۱۶ آیت ۴۱ تا ۲۶)

اختلاف ۱۔ ایک جگہ یہ حکم ہے۔ کہ جناب حضرت مسیح صاحب تین دن اور تین رات قبر میں رہینگے۔ مگر دوسری جگہ سے ظاہر ہے کہ دراصل آپ دو دن اور دو رات قبر میں رہے۔

(۱۰) "اور دیکھو جسکا میرے باپ نے وعدہ کیا ہے۔ میں اسکو تم پر نازل کرونگا۔ لیکن جبتک عالم بالا پر سے تم کو قوت کا لباس نہ ملے اس شہر میں ٹھہرے رہو۔" (لوقا باب ۲۴ آیت ۴۹)

"اس پر یسوع نے اُن سے کہا۔ ڈرو نہیں جاؤ میرے بھائیوں کو خبر دو۔ تا کہ گلیل کو چلے جاویں۔ وہاں مجھے دیکھیں گے۔" (متی باب ۲۸ آیت ۱۰)

اختلاف ۱۔ ایک جگہ شاگردوں کے لئے حکم دیا جاتا ہے کہ تم یہیں (یروشلم) میں رہو۔ مگر دوسری جگہ کہا جاتا ہے کہ گلیل کو جاؤ۔

(۱۱) "اور گیارہ شاگرد گلیل کے اُس پہاڑ پر گئے۔ جو ان کیلئے مقرر کیا تھا۔ اور اُسے دیکھکر سجدہ کیا۔ مگر بعض نے شک کیا۔" (متی باب ۲۸ آیت ۱۶-۱۷)

"پھر اسی دن جو ہفتے کا پہلا دن تھا۔ شام کے وقت جب وہاں کے دروازے جہاں شاگرد تھے۔ یہودیوں کے ڈر سے بند تھے یسوع آکر بیچ میں کھڑا ہوا اور ان سے کہا تمہاری سلامتی ہو۔" (یوحنا باب ۲۰ آیت ۱۹)

اختلاف ۱۔ ایک جگہ سے ظاہر ہے کہ آنحضرت نے گلیل کے پہاڑ پر شاگردوں کو دیدار دیا۔ مگر دوسری جگہ سے ظاہر ہے کہ جہاں شاگرد رہتے تھے وہیں دیدار دیا۔

(۱۲) "یہ کہکر وہ ان کے دیکھتے دیکھتے اوپر اٹھایا اور اُسے اُن کی نظروں سے چھپا لیا۔ تب وہ اُس پہاڑ سے جو زیتون کہلاتا ہے اور یروشلم کے نزدیک سبت کی منزل کے فاصلے پر ہے یروشلم کو پھرے

(اعمال باب ۱ آیت ۹ و ۱۲)

"پھر وہ انہیں بیت عنا کے سامنے باہر لیگیا اور اپنے ہاتھ اٹھا کر انہیں برکت دی۔ جب وہ انہیں برکت دے رہے تھے تو ایسا ہوا کہ اُن سے جدا ہو گیا۔ اور آسمان پر اٹھایا گیا۔" (لوقا باب ۲۴ آیت ۵۰-۵۱)

اختلاف ۱۔ ایک جگہ سے ظاہر ہے کہ آنحضرت زیتون کے پہاڑ سے آسمان پر اٹھائے گئے۔ مگر دوسری جگہ سے ظاہر ہے کہ بیت عنا سے اٹھائے گئے۔

(۱۳) "پر جب فرعون نے دیکھا۔ کہ مہلت ملی تو اُس نے اپنا دل سخت کیا اور جیسا خداوند نے کہا تھا۔ انکی نہ سنی۔" (خروج باب ۸ آیت ۱۵)

"اور خداوند نے فرعون کے دل کو سخت کر دیا۔ اور اُس نے جیسا کہ خداوند نے موسیٰ سے کہا تھا۔ ان کی نہ سنی۔" (خروج باب ۹ آیت ۱۲)

اختلاف ۱۔ ایک جگہ سے ظاہر ہے کہ فرعون نے اپنا دل آپ سخت کیا مگر دوسری جگہ سے ظاہر ہے کہ خدا نے فرعون کا دل سخت کیا۔

(۱۴) "جب یسوع خود تعلیم دینے لگا۔ تو برس تیس ایک کا تھا اور یوسف کا بیٹا تھا۔ اور وہ ایلے کا۔" (لوقا باب ۳ آیت ۲۳)

"اور یعقوب سے یوسف پیدا ہوا۔ یہ اُس مریم کا شوہر تھا جس سے یسوع پیدا ہوا۔ جو مسیح کہلاتا ہے۔" (متی باب ۱۔ آیت ۱۶)

اختلاف ۱۔ ایک جگہ سے ظاہر ہے کہ یوسف ایلے کا بیٹا تھا۔ مگر دوسری جگہ سے ظاہر ہے کہ یوسف یعقوب کا بیٹا تھا۔

(۱۵) "جب ارفکسد پینتیس برس کا ہوا اُس سے صالح پیدا ہوا۔" (پیدائش باب ۱۱ آیت ۱۲)

"اور وہ صالح کا اور وہ قینان کا اور وہ ارفکسد کا۔" (لوقا باب ۳ آیت ۳۵-۳۶)

اختلاف ۱۔ ایک جگہ سے ظاہر ہے کہ صالح ارفکسد کا بیٹا تھا۔ دوسری جگہ سے ظاہر ہے کہ صالح کا قینان۔ اور قینان ارفکسد کا بیٹا تھا۔

(۱۶) "اور ابرام نے ایک اور جورو کی جسکا نام قتورہ تھا کر پیدائش باب ۲۵۔ آیت ۱)

"اور ابرام کی حرام قتورہ کی بیٹی یہ ہیں۔" (تواریخ اول باب ۱ آیت ۳۲)

اختلاف ۱۔ اول الذکر آیت جورو کو منکوحہ ثابت کرتی ہے مگر موخر الذکر آیت غیر منکوحہ ثابت کرتی ہے۔

(۱۷) "پت لی ہوئی مے اسے پینے کو دی۔ مگر اس نے چکھ کر پینا نہ چاہا۔" (متی باب ۲۷۔ آیت ۳۴)

"اور مُرلی ہوئی مے اُسے پینے لگے۔ مگر اس نے نہ لی۔"

اختلاف ۱۔ ایک جگہ سے ظاہر ہے کہ پت ملی ہوئی مے (ایک قسم کا سرکہ) اُسے پینے کو دیا مگر دوسری جگہ سے ظاہر ہے۔ کہ مُر ملا کر شراب پینے کو دی۔

(۱۸) "اور شیطان اسرائیل کے مقابلہ میں اٹھا اور داؤد کو اُبھارا کہ اسرائیل کو شمار کرے۔" (تواریخ اول باب ۲۱۔ آیت ۱)

"بعد اسکے خداوند کا غصہ اسرائیل پر پھر بھڑکا۔ کہ اس نے داؤد کے دل میں ڈالا۔ کہ ان کا مخالف ہو کے کہے۔ کہ جا اور اسرائیل اور یہوداہ کو گن۔" (سموئیل دوم باب ۲۴ آیت ۱)

اختلاف ۱۔ شیطان کا داؤد کو ابھارنا ایک جگہ سے ظاہر ہے مگر دوسری جگہ سے ظاہر ہے کہ خداوند نے داؤد کو ابھارا۔

(۱۹) "اسوقت فلستیوں کے لشکر سے ایک مرد سورما نکلا جسکا نام جلیاتی جالوت تھا اسکا قد چھ ہاتھ ایک بالشت لمبا تھا اور اسکے سر پر پیتل کا ٹوپ تھا اور پیتل کی ہی ایک زرہ پہنے ہوئے تھا۔ جو طول میں پانچ ہزار مثقال پیتل کی تھی اور اسکی دو پنڈلیوں پر پیتل کی دو جرموک تھی۔ اور اسکے دو شانوں کے درمیان پیتل کا چند تھا اور اسکے بھالے کی چھڑ ایسی تھی جیسی جولاہے کی شہتیر اور اس کے نیزے کا پھل چھ سو مثقال لوہے کا تھا سو داؤد ایک فلاخن اور ایک پتھر سے اس فلستی پر غالب ہوا اور اس فلستی کو مارا اور قتل کیا۔ اور داؤد کے ہاتھ میں تلوار نہ تھی۔" (سموئیل اول باب ۱۷ آیت ۴-۵-۶-۷ و ۵۰)

"پھر فلستیوں سے جو جب میں ایک اور لڑائی ہوئی تب الحنان بن یعیری بیتلحمی نے جو بیت اللحم کا تھا جاتی جالوت کو جسکا نیزہ ایسا تھا جیسا کہ جولاہوں کا شہتیر ہوتا ہے مارا۔" (سموئیل دوم باب ۲۱۔ آیت ۱۹)

اختلاف ۱۔ ایک جگہ سے ظاہر ہے کہ جاتی جالوت داؤد کے ہاتھ سے مارا گیا مگر دوسری جگہ سے ظاہر ہے کہ الحنان بن یعیری کے ہاتھ سے مارا گیا۔

(۲۰) "اخزیاہ بیالیس برس کی عمر میں بادشاہ ہوا اور ایک برس اس نے یروشلم میں بادشاہت کی اس کی ماں کا نام عتالیاہ تھا جو عمری کی بیٹی تھی۔" (تواریخ دوم باب ۲۲۔ آیت ۲)

"اخزیاہ ۲۲ برس کا تھا جبکہ بادشاہ ہوا اور ایک برس اس نے یروشلم میں سلطنت کی اسکی ماں کا نام عتالیاہ تھا جو شاہ اسرائیل عمری کی بیٹی تھی۔" (سلاطین دوم باب ۸ آیت ۲۶)

اختلاف ۱۔ ایک جگہ سے ظاہر ہے کہ اخزیاہ ۴۲ برس کی عمر میں بادشاہ ہوا۔ مگر دوسری جگہ سے ظاہر ہے۔ کہ اخزیاہ ۲۲ برس کی عمر میں بادشاہ ہوا۔

KHILAFAT LIBRARY

مصر کی سوشیل حالت

آج ہم یہاں اسکندریہ پہونچے ہیں۔ میری صحت پہلے کی نسبت بہت بہتر ہوگئی تھی۔ مگر گذشتہ دو دن کی سمندر کی غیر معمولی ہل چل سے بہت تکلیف ہوئی ہے۔ مگر اپنا کام باقاعدہ کرتا ہوں۔ اب میں وارڈ میں کام کرتا ہوں۔ اس لئے پہلے کی نسبت بہت پرسن رہتا ہوں۔ کیا برٹش اور کیا ہندوستانی بیماروں کے ساتھ دوبدوست تعلق محسوس کرتا ہوں۔ ان کے دکھ اور تکلیف کو کم کرنے اور ان کو ناپرکار سے آرام پہونچانے کے لئے جتن کیا کرتا ہوں۔ اور اس طرح کے سادھن کر کے جہاں میں ان کے نکٹ ہوتا ہوں وہاں وہ میرے نکٹ ہو جاتے ہیں۔ اور مجھے اعلیٰ قسم کا رس پراپت ہوتا رہتا ہے حسب ضرورت اپنے کھانے کے پھل اور پہننے کے کپڑے ان کو دیتا رہتا ہوں۔ اور حتی الوسع اپنے ہر ایک مریض کی جائز خواہش کو پورا کرتا رہتا ہوں۔ میں نے ڈیوٹی سے فارغ ہو کر اپنے ساتھی سیوک شرمان ڈاکٹر رامت کمار جی ساتھ ملکر اسکندریہ کی سیر کی اور (Pomp Pillom Pic ایمپی کے مینار) جو سنہ علیوی سے اڑھائی ہزار سال پہلے کا بنایا ہوا بتلایا جاتا ہے۔ اور چڑیا گھر کو دیکھا یوں تو ساری سینری مزیدار تھی۔ مگر مصر میں آنے پر مجھے یہاں کی سوشیل حالت بہت دلچسپ معلوم ہوئی ہے جس مضمون پر مفصل لکھنے کے لئے بہت سا وقت چاہیئے۔ سار یہ ہے کہ یہاں پر مشرق و مغرب ملتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اور ایک نئی قوم بنتی ہوئی نظر آتی ہے۔ مصر میں دو قسم کے لوگ نظر آتے ہیں۔ ایک نوجوان لوگ جنپر مغرب کا خوب رنگ چڑھ گیا ہے۔ انکی خوراک پوشاک یوروپین اقوام کی مانند ہے۔ دوسرا گروہ دقیانوسی خیالات کا ہے۔ اس سے تعلق رکھنے والے لوگ اپنی پوسیدہ رسم و رواج کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں۔ مصری لوگ اپنے بچوں کو یوروپین بچوں کی مانند رکھنے لگ گئے ہیں۔ ان کو صاف ستھرے عمدہ کپڑے پہناتے ہیں۔ لڑکیوں کے بالوں کو فرنگی لڑکیوں کی مانند تشودو نما کرنے کے لئے فیتے لگا کر کھلا رکھا جاتا ہے۔ ہندوستان میں لڑکیوں کے بالوں کو بچپن سے ہی گوندھ کر رکھنے کی رسم مضر ہے۔ اس سے ایک تو بالوں کی اچھی طرح سے نشودونما نہیں ہوتی۔ دوسرے دماغ کی نشودونما میں بھی فرق پڑتا ہے۔ اور اس کے علاوہ لڑکیوں کو سر کے بالوں کو گندھوانے کا عمل تکلیف دہ محسوس ہوتا ہے۔ آپ نے بہت بار چھوٹی لڑکیوں کو روتے چلاتے دیکھا ہوگا۔

مصر کی مستورات عام طور پر پاؤں سے ننگی نظر نہیں آتیں انگریزی قسم کے جوتے پہنے جاتے ہیں اور موزے بھی استعمال کئے جاتے ہیں۔ ہندوستان کی عورتوں کی نسبت ان کو زیادہ آزادی حاصل ہے۔ اگرچہ ایک قسم کا برقعہ جس میں سر کے بال اور ناک منہ ڈھکا رہتا ہے اور پیشانی اور آنکھیں اور چہرے کا کچھ حصہ کھلا رہتا ہے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس برقعہ کو پہنے ہوئے وہ ہر جگہ آتی جاتی ہیں۔ اکیلی ٹرین وغیرہ میں سفر کرتی ہیں۔

ایک گھر میں اگر کوئی یوروپین رہتا ہے۔ تو کئی صورتوں میں پڑوس کے گھر میں ایک مصری رہتا ہے۔ اس طرح سے انکا باہمی نزدیکی کا تعلق رہتا ہے۔ اس لئے خیالات کا تبادلہ ہونا اور پھر تبدیلی آنی لازمی دکھائی دیتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کئی مصری عورتیں یوروپین زبانیں جانتی ہیں۔ چنانچہ چڑیا گھر میں مصری بینڈ (باجہ) بج رہا تھا۔ مختلف میزوں پر مختلف قوموں کے مرد زن بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک میز پر ایک یوروپین لیڈی اور ایک مصری لیڈی (جو اپنی طرز کا برقعہ اوڑھے ہوئے تھی) بیٹھی ہوئی آپس میں بات چیت کر رہی تھیں۔ یہاں کی غریب لیڈیوں کے اندر نسبتاً ہلکا پردہ ہے۔ یہودیوں کی حالت بالکل یوروپینوں جیسی ہے۔ مصری عورتیں زیور استعمال کرتی ہیں۔ مگر ہندوستان کی مانند نہ تو زیور سے لادی ہوتی ہیں۔ اور نہ ہی ان کے ناک کان بیرحمی سے چھیدے جاتے ہیں۔ زیور عام طور پر سونے کا ہوتا ہے۔ ہاتھوں میں چند چوڑیاں یا کلے میں جھیل وغیرہ۔ یا کان میں ایک آدھ بالی۔ اور ہاتھوں کی انگلیوں میں انگوٹھیاں ہوتی ہیں۔ اور مزدور جماعت کی عورتیں پاؤں میں چاندی کی پازیب پہنتی ہیں۔

یہاں عورتوں کی پوشاک تقریباً ایک قسم کی ہے۔ ہندوستان والا معاملہ نہیں۔ کہ کسی ایک شہر میں ہی ڈریس کا ایک معیار نہیں۔ قصہ مختصر یہ کہ یہاں بہت سی قومیں آپس میں خلط ملط ہو رہی ہیں۔ اور گویا ان میں ایک نئی قوم کی پنیری تیار ہو رہی ہے۔ جو کسی زمانہ میں جا کر اپنا نام غالباً مصری قوم ہی رکھے گی۔ یوروپین لوگ یہاں جنہوں پشتوں سے آباد ہیں۔ مصر کو ہی انہوں نے اپنا وطن بنا لیا ہے۔ مختلف قوم کے لوگ آپس میں شادیاں کر لیتے ہیں۔ اس لئے ان کے دل میں مصر کے لئے محبت کا پیدا ہونا ضروری ہے۔ جو ایک عمدہ نشانی ہے۔ سب ہی مصری زبان جانتے ہیں۔ بلکہ ان کے لئے مصری زبان کا جاننا ضروری ہو گیا ہے۔

اس کے علاوہ رنگت کا یہاں کوئی تعصب نہیں۔ پیسہ خرچ کرنے کی حیثیت رکھتے ہوئے ایک سیاہ فام الجیرین ایک یوروپین پبلک ہوس یا کیفی میں ایک باحیثیت یوروپین کے پہلو بہ پہلو بیٹھ کر تفریح حاصل کر سکتا ہے۔

اگرچہ پارکس باغات میں کہیں کہیں مصری مستورات و بچے نظر آتے ہیں۔ مگر بہت کم۔ عام طور پر یوروپین بچے اور عورتیں پارکس میں اپنی صحت کو دوبالا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ان کے دیکھا دیکھی مصریوں میں بھی پارکس سے فائدہ اٹھانے کا خیال بڑھ رہا ہے۔ (جیون تت)

سالانہ جلسہ کے متعلق ضروری اطلاع

برادران السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خداوند کریم کے فضل و کرم سے وہ دور دراز ملکوں کے بھائیوں کی ملاقات اور بڑے بڑے برکات اور فیوض کے حصول کے ایام یعنی جلسہ سالانہ قریب آ گیا ہے۔ اس سالانہ اجتماع کے فوائد مفصل طور پر بیان کرنا میرے خیال میں چنداں ضروری نہیں صرف اتنا تحریر کرنا کافی ہے کہ یہ اجتماع اس مقدس انسان کا تجویز کیا ہوا ہے جو اس عالم کی تمام تاریکیاں دور کرنے اور اسلام کی ڈوبتی ناؤ کے بچانے کے واسطے ناخدا بنکر آیا تھا۔ اسلئے یہ اجتماع اس زمانہ کی تمام زہروں کے واسطے تریاق اور اسلام کے تمام دنیا میں پھیلانے کا ایک ذریعہ ہے جسکے قیام اور بارونق بنانے میں ہم کو اپنے اوقات اور مال اور تمام فواید کو حتی الوسع قربان کر دینا چاہیئے۔ جہاں تک ہو سکے سعی کرنی چاہیئے۔ کہ یہ خدا کے فرستادہ کا تجویز کیا ہوا کام خیر و خوبی سے پورا ہو۔ لیکن میرے خیال میں یہ کام جسقدر ضروری اور اہم ہے اس سال اسی قدر مشکل اور صرف کثیر کو بھی چاہتا ہے۔ کیونکہ قحط کی وجہ سے ہر شئے پچھلے تمام سالوں سے اس سال زیادہ گراں ہے۔ سو اس کے لئے ہر شخص جس نے احمد صلعم کے ساتھ پر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا وعدہ کیا ہے کوشش اور ہمت کے ساتھ کھڑا ہو جاوے اور بہت جلد اس عظیم

دستور ہوگا۔ اور تیاری کی غرض سے ہر ایک دوست اپنے گرد و پیش کے احباب سے کچھ نہ کچھ ضرور جمع کر کے بھیجیں۔ اور تیاری کی غرض سے ہر ایک دوست اپنے گرد و پیش کے احباب سے کچھ نہ کچھ ضرور جمع کر کے بھیجیں۔ اور اشتہار کے ذریعہ اطلاع دیدیں۔ تا کہ اشتہار میں شائع کر دیا جاوے۔ اور اس طرح سے دوسرے بھائیوں کو بھی تحریک ہو۔ اور اس طرح سے ہر ایک کی کوشش سے کافی روپیہ جمع ہو جاوے۔ اور اس کام میں سستی نہ کریں۔ کیونکہ یہ کام اسلام کی ترقی کا ہے۔ (منجانب ناظر صاحب امور عامہ و ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ قادیان)

KHILAFAT LIBRARY

عرب کے بہادر

عرب کی جرأت اور بہادری کے نمونے مورخین نے بہت دکھلائے۔ پھر بھی بعض ایسے واقعات ہیں جن کو سنکر اب بھی لوگوں کو ایک نئے قسم کی حیرت ہو جائیگی۔ ان لوگوں میں دو باتیں قیامت کی تھیں۔ ایک شجاعت دوسرے وفاداری اور راستبازی اور جہاں خود شجاع تھے۔ وہاں کسی دوسرے بہادر کی قدردانی اور احسانمندی میں بھی انہوں نے اپنے آپ کو سب سے اعلیٰ اور افضل ثابت کر دیا ہے۔

ایک روز حضرت رسول کے دوسرے جانشین حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے بے تکلف اور سادے دربار میں چند صحابہ جمع تھے۔ جنہیں تعلیم نبوت نے انتہا درجہ کا سادہ مزاج اور خدا دوست بنا رکھا تھا۔ انہیں میں ایک عمرو بن معدی کرب زبیدی بھی تھے۔ عمرو بن معدی کرب بڑے مشہور شجاع اور نامی شہسوار تھے۔ اور لوگوں میں تو حضرت رسول ؐ کی تعلیم نے جوش پیدا کر دیا تھا۔ مگر یہ ایسے شخص تھے جن کی شجاعت اور شہسواری کی جاہلیت میں بھی دھوم تھی۔ اور بعد ظہور اسلام ایران اور شام کے اکثر میدانوں میں ان کی تلوار کی چمک نے انہیں اوروں سے زیادہ ممتاز ثابت کر دیا تھا۔ اور سن رسیدگی و تجربہ کاری کی وجہ سے اکثر اصحاب ان کی تعظیم کرتے تھے۔ باتوں باتوں میں حضرت عمر رضؓ نے عمرو بن معدی کرب سے کہا۔ اکثر معاملات میں تمہارے تجربہ بڑھے ہوئے ہیں۔ بتاؤ اپنی زندگی میں تم نے سب سے زیادہ بزدل اور سب سے زیادہ مکار سب سے زیادہ شجاع کس کو پایا؟

عمرو بن معدی کرب کہنے لگے۔ مجھے بہت لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے مگر واقعی بعض اتفاقات ایسے پیش آئے ہیں۔ کہ جن میں اپنے حالات پر غور کرتا ہوں سب کے پہلے وہی یاد آتی ہے۔ ان دنوں میری زندگی تاخت و تاراج میں گذرا کرتی تھی۔ اور میرے خاندان کی اسی پر بسر تھی۔ علاوہ بریں میری شجاعت ایسی مشہور ہو گئی تھی۔ کہ میرا نام سنکے لوگوں کے حوصلے پست ہو جایا کرتے تھے۔ اور کسی کو مقابلہ کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ اس وجہ سے میں اپنی ڈکیتیوں میں کامیاب زیادہ تھا۔ ایک دن اسی غرض سے نکلا۔ اور کسی آنے جانے والے مسافر کی جستجو میں چلا جاتا تھا۔ کہ دیکھا۔ ایک جگہ ایک گھوڑا کھڑا ہے۔ اور اسی کے برابر زمین پر نیزہ گڑا ہے۔ اور نیزہ کے قریب ہی ایک شخص زمین پر بیٹھا ہے۔ میں جھپٹ کے اس شخص کے قریب پہنچا۔ اور کہا "سنبھل کہ تیرا قاتل آ پہنچا"۔ وہ پوچھنے لگا۔ تو کون ہے؟ میں نے کہا۔ وہ عمرو معدی کرب زبیدی۔ بس اتنا سننا تھا۔ کہ وہ شخص سہم کے زمین پر گر پڑا۔ دیکھا تو بے جان تھا۔ امیر المومنین اس سے زیادہ کون بزدل ہو سکتا ہے جو شخص میں نے اپنی عمر میں سب سے زیادہ مکار پایا۔ اس کا حال سنئے۔

یونہی ڈکیتی کی نیت سے اور ایک بار چلا۔ جاتے جاتے ایک مقام پر دیکھا۔ کہ اسی طرح نیزہ گڑا ہے۔ گھوڑا بندھا ہوا ہے۔ اور کوئی شخص دور بیٹھا ہوا پیشاب کر رہا ہے میں نے فوراً گھوڑے کو ایڑ بتائی اور پاس جا کے اس طرح ڈپٹ کے کہا "سنبھل جا کہ تیرا قاتل آ پہنچا"۔

اس شخص نے میرا کچھ خیال نہ کیا۔ بلکہ کہا کیا سچ مچ مجھ سے لڑو گے؟

میں۔ اب سمجھ لے کہ تلوار تیرا کام کیا چاہتی ہے۔

وہ۔ ہوں تمہارا نام کیا ہے؟

میں۔ عمرو بن معدی کرب زبیدی۔

وہ۔ آہا تم ہو۔ مگر یہ تو انسانیت نہیں ہے۔

میں۔ کیوں؟

وہ۔ میں پا پیادہ اور تم سوار۔ اگر جرأت اور بہادری سے چاہتے ہو۔ تو قسم کھاؤ۔ اور عہد کرو۔ کہ جب تک میں گھوڑے پر سوار ہوں۔ تم میرے مقابلہ کا ارادہ نہ کرو گے میں نے قسم کھائی۔ اور بچتگی سے اقرار کیا۔ کہ جب تک تم سوار نہ ہو لوگے۔ ہرگز نہ لڑوں گا۔

یہ سن کر وہ شخص اٹھا۔ اور گھوڑے کے قریب آ کے اطمینان سے بیٹھ گیا۔

میں۔ یہ کیا؟

وہ۔ نہ گھوڑے پر سوار ہوں گا۔ اور نہ لڑائی کی نوبت آئیگی۔ اور اگر تم خلاف عہد کرو گے۔ تو تمہیں خود ہی معلوم ہوگا۔ کہ بدعہدی کا کیا انجام ہوتا ہے۔ اے امیر المومنین مجھے سوا اس کے کچھ نہ بن پڑا۔ کہ اس کو چھوڑ کے میں نے اپنا راستہ لیا۔ اس شخص سے بڑھ کر کوئی مکار اور فقرہ باز آجتک میری نظر سے نہیں گذرا۔

اب اس کا حال سنئے۔ جس کی شجاعت آجتک میرے دل میں نقش ہے۔ اسی راہزنی کے لئے میں نے اور ایک صحرا کی راہ لی۔ جاتے جاتے اس موقعہ پر پہنچ گیا۔ جہاں اکثر تاخت و تاراج کیا کرتا تھا۔ مگر مجھے کوئی مسافر کسی طرف نظر نہ آیا۔ اسی جستجو میں میں نے اپنا گھوڑا دائیں بائیں دور تک دوڑایا۔ کہ شاید کوئی مل جائے۔ ناگہاں دیکھا۔ کہ ایک خوبصورت اور خوشرو سبزہ آغاز نوجوان گھوڑے پر سوار ہے۔ اور میری طرف چلا آتا ہے۔ اس نوجوان سے زیادہ خوش جمال اور حسین کوئی شخص اس وقت تک میری نظر سے نہیں گذرا تھا۔ یہ خوشرو جوان یمامہ کی طرف سے آرہا تھا۔ قریب آکے اس نے سلام کہا۔ اور میں نے جواب دیا اور پوچھا۔ تم کون ہو؟

وہ۔ حارث بن سعد۔

میں۔ ہوشیار کہ تیرا قاتل آ پہنچا۔

وہ۔ کم بخت تو کون ہے؟

میں۔ عمرو بن معدی کرب زبیدی۔

وہ۔ وہی حقیر اور ذلیل! قسم ہے خدا کی صرف یہ سمجھ کے چھوڑے دیتا ہوں کہ تجھ سے ذلیل شخص پر کیا نیزہ اٹھاؤں۔

امیر المومنین یہ سن کے میں اپنے دل میں نہایت شرمندہ ہوا۔ اور اس کا یہ جملہ مجھ پر انتہا سے زیادہ گراں گذرا۔

میں۔ اب ان باتوں کو رہنے دے۔ اور سنبھل جا۔ کیونکہ تیرا قاتل میں ہی ہوں۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ اب اس میدان سے ہم میں سے ایک ہی شخص زندہ بچ کے جا سکتا ہے۔

وہ۔ پھر کہتا ہوں۔ اپنی جان لے کے چلا جا۔ میں اس گھرانے سے ہوں۔ جس میں کسی پر آجتک کوئی سوار غالب نہیں آیا؟

میں۔ میں بھی ویسا ہی ہوں۔

وہ۔ اچھا تو بتا تجھے کیا منظور ہے۔ پہلے میں حملہ کروں یا تو کرے گا۔

میں۔ میں ہی حملہ کرتا ہوں۔ سنبھل۔

یہ کہہ کے میں نے نیزہ مارا۔ اور مجھے یقین تھا کہ میرا نیزہ اس کی پیٹھ توڑ کے نکل گیا ہوگا۔ مگر گھوڑے پر جھک کر اس نے اس خوبصورتی سے میرا وار خالی کر دیا۔ کہ مجھے

حیرت ہوگئی۔ اور فوراً اس نے اپنا نیزہ میرے سر پر پہنچا کے ایک ہلکا سا کو نچا دیا۔ اور کہا اے عمرو لے یہ پہلا وار ہے۔ اور اگر تجھ سے ذلیل شخص کو قتل کرنا میں اپنی ذلت نہ سمجھتا۔ تو بیشک قتل کر ڈالتا۔

امیر المومنین! اس جملہ نے مجھے اور ذلیل کر دیا۔ اور اس وقت مجھے مرجانا زندگی سے اچھا معلوم ہوتا تھا۔ اور اسی جھنجھلاہٹ میں میں نے کہا۔ خدا کی قسم یہ نہ ہوگا۔ کہ دونوں زندہ جائیں۔ ایک ہی شخص بچیگا۔ اس نے پھر پیشتر کی طرح پوچھا۔ اب کیا منظور ہے۔ میں حملہ کروں۔ یا تم حملہ کروگے؟ میں نے وہی جواب دیکے حملہ کیا۔ اور اس مرتبہ مجھے پھر یقین آگیا۔ کہ میں نوجوان پر قابض ہوگیا مگر اس نے بچ کے میرے سر میں دوسرا کونچا بتایا۔ اور کہا یہ دوسری ہوئی۔ اب میں ذلت کے دریا میں غرق ہوگیا۔ میں پھر سہ بارہ مقابلہ پر مستعد ہوا۔ اس دفعہ وار کو خالی دیتے وقت اس نے ایسی جست کی۔ کہ گھوڑے کی پیٹھ پر نہ جم سکا۔ اور زمین پر آگیا۔ میں اس کے قابو پانے کے قصد میں تھا۔ کہ وہ جھپٹ کے اپنے گھوڑے پر سوار ہوگیا۔ اور پھر نیزے سے میرے سر میں کونچا بتلا کے چلایا۔ یہ تیسری ہوئی اور صرف ذلیل سمجھ کر چھوڑے دیتا ہوں۔

میں۔ نہیں تو مجھے قتل ہی کر ڈال۔ تاکہ عرب کے سواروں کو میری اس ذلت کی خبر نہ پہنچے۔

وہ۔ اے عمرو گناہ تین بار معاف کیا جاتا ہے۔ اب چوتھی بار میں غالب آیا۔ تو حقیقت میں قتل کر ڈالونگا

امیر المومنین! اس کے جملہ سے میرے دل میں ایسی ہیبت پیدا ہوئی۔ کہ مجھے پھر مقابلہ کی جرأت نہ پڑی آخر میں اس سے کہنے لگا۔

میں۔ میری آپ سے ایک غرض ہے۔

وہ۔ کیا؟

میں۔ میں آپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔

وہ۔ نہیں۔ تم میرے ساتھ رہنے کے قابل نہیں ہو!

یہ امر مجھ پر اور ناگوار گذرا۔ مگر میں اس کی ہمراہی پر برابر اصرار کرتا رہا۔ آخر بتلا کے کہنے لگا جانتے بھی ہو۔ میں کہاں جاتا ہوں۔

میں۔ خدا کی قسم مجھے بالکل خبر نہیں۔

وہ۔ میں موت کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہا ہوں اور اس کے منہ میں جاتا ہوں۔

میں۔ تو میں بھی موت کے منہ میں جاؤں گا۔

وہ۔ اچھا تو چلو۔

اب ہم دونوں اس مقام سے روانہ ہوئے۔ دن بھر چلے گئے۔ رات ہوئی برابر چلے جاتے تھے۔ جب تہوٹی رات بھی گذر گئی۔ تو ہم قبائل عرب میں سے ایک قبیلہ کے قریب پہنچے۔ وہاں نوجوان میری طرف دیکھ کے کہنے لگا اے عمرو! وہ موت اسی قبیلہ میں ہے۔ اب یا تو تم میرا گھوڑا روکو میں اس قبیلہ میں جاکے اپنی مراد حاصل کر لاؤں۔ اور یا میں تمہارے گھوڑے کو روکے ہوں۔ تم جاکے میرا مطلب پورا کر لاؤ۔

میں۔ نہیں آپ ہی جائیے۔ کیونکہ میں بالکل ناواقف ہوں۔ یہ سن کے اس نے اپنے گھوڑے کی باگ میری طرف اچھال کے پھینکدی۔ اور چلا گیا۔

امیر المومنین اس وقت میں خدا کی قسم اسکا سائیس بننے پر راضی ہوگیا۔

نوجوان جاتے جاتے ایک خیمہ میں گیا۔ اور اس میں سے ایک پری جمال نازنین لڑکی کو لئے ہوئے نکلا جس کے حسن و جمال اور نزاکت و لطافت اور ناز و ادا نے مجھے دیوانہ بنا لیا۔ خلاصہ یہ کہ ان آنکھوں نے اس نازنین سے زیادہ حسین آجتک کسی کو نہیں دیکھا۔ نوجوان نے اس نازنین کو ایک اونٹنی پر سوار کرایا۔ اور چلا کے مجھ سے کہنے لگا۔

KHILAFAT LIBRARY

اے عمرو! یا تو کہو۔ میں اونٹنی کی مہار لیکر چلوں۔ اور تم ادہر ادہر لوگوں کو دیکھتے اور میری حفاظت کرتے چلو۔ اور یا تم مہار ہاتھ میں لو۔ میں تمہاری حفاظت کرتا چلوں؟

میں۔ میں اونٹنی کو لے کر چلوں گا۔ آپ میری حفاظت کرتے چلئے؟

نوجوان نے اونٹنی کی مہار میرے ہاتھ میں دی۔ اور ہم سب روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ جاتے جاتے صبح ہوگئی صبح کو نوجوان میری طرف متوجہ ہوا۔ اور کہنے لگا۔ عمرو!

میں۔ جناب!

وہ۔ ذرا پھر کے دیکھو۔ کوئی آتا تو نہیں ہے۔

میں نے دیکھا۔ تو چند شتر سوار لپکے چلے آتے تھے۔ اس سے کہا۔ مجھے کچھ شتر سوار آتے دکھائی دیتے ہیں۔

نوجوان۔ تو اب چلنے میں جلدی کرو۔ پھر خود ہی بولا اچھا دیکھو تو کتنے ہیں۔ میں نے دیکھ کے کہا صرف چار پانچ شخص ہیں۔

نوجوان۔ اچھا بڑھے ہوئے چلو۔ اور ٹھہر کے اونٹوں کی آواز سننے لگا۔ آواز قریب ہی سنی۔ تو کہنے لگا۔ اے عمرو تم راستہ چھوڑ دو اور داہنی طرف جا کے ٹھہرو۔ گھوڑے اور اونٹ کا منہ راستے کی طرف کرو۔ اور میٹھ اس طرف۔

میں نے ایسا ہی کیا۔ اور خود بائیں طرف جا کے ٹھہرا۔ اتنے میں لوگ آگئے۔ اب دیکھا۔ تو صرف تین آدمی تھے۔ وہ جوان اور ایک دیرینہ سال بوڑھا۔ بوڑھا تو لڑکی کا باپ تھا۔ اور جوان اس کے بھائی تھے۔ انہوں نے قریب آکر سلام کیا۔ اور بوڑھے نے کہا لڑکی ہمارے حوالے کر دو۔

نوجوان۔ یہ نہ ہوگا۔ اور نہ میں لڑکی کو اس لئے لایا ہوں

بوڑھے نے اپنے ایک بیٹے کی طرف اشارہ کیا۔ اور کہا۔ تم مقابلہ کو نکلو۔ وہ اپنا نیزہ لئے ہوئے نکلا۔ نوجوان حارث نے رجز کے اشعار پڑھ کر حملہ کیا۔ اور ایسا نیزہ مارا کہ پیٹھ توڑ کے نکل گیا۔ اب بوڑھے نے اپنے دوسرے لڑکے کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ اب تم جاؤ۔ کیونکہ اس ذلت کے بعد زندگی بیکار ہے وہ شخص نکلا اور اس کے نکلتے ہی حارث نے پھر حملہ کیا۔ اور ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا۔ اب ضعیف العمر شخص خود متوجہ ہوا۔ اور کہنے لگا۔ لڑکی ہمارے سپرد کر دو۔ اسی میں خیر ہے۔

نوجوان۔ یہ ممکن نہیں ہے۔ میں لڑکی کو دینے کے لئے نہیں لایا ہوں۔

ضعیف! اچھا تم نے دونوں جوانوں کو تو مار لیا۔ اب میں ایک بوڑھا ضعیف رہ گیا ہوں۔ مجھ سے مقابلہ کرنا ہے تو گھوڑے سے ہم دونوں اتر پڑیں۔ اور آپس میں عہد کر لیں کہ ہم دونوں ایک وار کریں۔ جسکا وار پورا نہ پڑے۔

اور ایک ہی وار میں حریف کا کام تمام کر سکے۔ تو اس کی جان حریف پر حلال ہوگی۔ اگر میری تلوار نے تیرا کام تمام نہ کیا۔ تو مجھے مار ڈال۔ اور اگر تیری تلوار میرا خاتمہ نہ کرے۔ تو میں تجھے مار ڈالوں۔

نوجوان: ۔ گھوڑے سے اتر کر بسم اللہ آیئے میں اس شرط پر راضی ہوں۔

ضعیف: ۔ میرا وار بچایئے۔

یہ کہہ کے نوجوان نے تلوار زور سے بلند کی۔ اور ارادہ کیا کہ اپنے سن رسیدہ حریف کے دو ٹکڑے کر دے۔ ویسے ہی موقعہ پاکر بوڑھے شخص نے اپنا نیزہ نوجوان کے پیٹ میں مارا۔ نیزہ پڑنا تھا۔ کہ نوجوان کی تلوار بڈھے کے سر پر پڑی۔ اور دونوں ایک طرف گر کر مر گئے۔ امیر المومنین ان لوگوں کی شجاعت دیکھ کے میرے ہوش اڑ گئے۔ اب خوش قسمتی سے دو گھوڑے اور کئی اونٹ میرے ہاتھ لگے۔ تمام سباب یکجا کر کے میں نے اونٹوں پر لادا۔ اور اس نازنین کے اونٹ کی مہار پکڑ کے لے چلا۔

نازنین: ۔ مجھے کہاں لے چلے؟ میں تمہارے لئے نہیں ہوں اور نہ تم میرے قابل ہو۔

میں: ۔ اب اس وقت خاموش رہو۔ باتوں کا وقت نہیں ہے۔

نازنین: ۔ نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔ اگر تم میرے شوہر بننا چاہتے ہو۔ تو ایک نیزہ اور ایک تلوار میرے ہاتھ میں دو۔ اگر تم مجھ پر غالب آجاؤ۔ تو میں تمہاری ہوں۔ ورنہ میں تم کو قتل کر ڈالوں گی۔

امیر المومنین! اس کے خاندان کی مردانگی اور شجاعت کا میرے دل پر ایسا رعب طاری ہو گیا تھا۔ کہ مجھے اسلحہ جنگ اس کے حوالے کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور میں نے ہر ٹال کے کہا۔ اچھا اب اس وقت چلی چلو۔

نازنین: ۔ یہ غیر ممکن ہے۔ اتنا کہہ کے وہ اونٹ پر سے کود پڑی اور لپک کے میرا نیزہ پکڑ لیا۔ اور جب تک میں سنبھلوں نیزہ میرے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ میں حیرت زدہ تھا۔ کہ وہ نیزہ لیکر پیچھے ہٹی اور کہا سنبھل!

امیر المومنین! اگر میں پھرتی سے تلوار نہ نکال لیتا تو اس نے مار ہی ڈالا تھا۔ پہلے میرا ارادہ تھا۔ کہ اس پر حملہ نہ کروں۔ مگر جب میں نے دیکھا۔ کہ وہ مجھے قتل ہی کیا چاہتی ہے۔ اور اس کا نیزہ کئی بار مجھ پر اثر بھی کر چکا تھا۔ تب کوشش سے اور ہوشیاری سے مقابلہ کرنے لگا۔ مگر وہ میرے قابو میں نہ آئی آخر میری ایک تلوار ایسی پڑی۔ کہ زخمی ہو کے گر پڑی۔ اور دم توڑ کے جان دیدی۔

امیر المومنین! اس بہادر اور وفادار لڑکی کی صورت مجھے کبھی نہ بھولے گی۔ اس کا پیارا خون آلود چہرہ جب میں خاک پر بیکسی سے پڑا ہوا دیکھتا تھا۔ میرا کلیجہ پھٹنے لگتا تھا۔ اور اپنے مزدک کو میں نے اس دوشیزہ فخر عرب اور شجاع لڑکی سے زیادہ بہادر آج تک دنیا میں کسی کو بھی نہیں پایا۔

KHILAFAT LIBRARY

کیف رب نور کی توسیع رشاعت ج سوال کو بھول گئے زیادہ نہیں صرف مدد و خریدار

اصلی میرا اور میرہ یکا سرمہ

اصلی میرا اور میرہ یکا سرمہ کا اعلان عرصہ دراز سے شائع ہو رہا ہے اس اثناء میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب کا بنایا ہوا ہے آپ نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا کہ برائے امراض چشم بسیار مفید است یہ سرمہ دھند جالا پھولا پڑ دال سیل سرخی اور ابتدائے سوتیا بند اور دیگر امراض چشم کے لئے بسیار مفید ہے۔ قیمت سرمہ اعلیٰ عمدہ تولہ قسم دوم ۸ر قسم سوم ۴ر تولہ اصلی میرا قیمت فی تولہ ۱۶ر ترکیب استعمال:۔ میرا پتھر پر رگڑ کر یا سرمہ کی طرح باریک پیس کر آنکھوں میں ڈالا جائے یہ سرمہ جس کی آنکھیں گرمی میں دکھتی ہوں اس کے لئے مفید ہے۔

سعوط سلاجیت:۔

محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے جس کی عبارت یہ ہے مقوی جمیع اعضا نافع صرع شہتی طعام قاطع بلغم اور ریاح دافع بواسیر وجذام واستسقا و زردی رنگ و تنگی نفس ووق و شیخوخیت و فساد بلغم و قاتل کرم شکم مقتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی در و مفاصل وغیرہ وغیرہ کے لئے بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ کے ساتھ۔ قسم اول عمدہ قسم دوم ۸ر تولہ۔

کلاہ اور لنگیان ہر قسم:۔

لنگیاں شہدی۔ پشاوری اور بادامی۔ سیاہ۔ سفید ماشی۔ ریشمی۔ سوتی۔ لٹھری۔ صافے اور پشاوری ٹوپیاں ہر قیمت کی مل سکتی ہیں

احمد نور۔ کابلی۔ مہاجر سوداگر قادیان

سچے کو ہمیشہ راحت ہے!

طلائے زرین کا استعمال ہر طرح سے نافع ہے بہت سے لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے یہ بیش بہا طلا ہم آزمایشاً ایک شیشی صرف ۱ر کو دیتے ہیں معجون طلسمی:۔ اس کے استعمال سے ہر قسم کی کمزوری دور ہو کر اعلیٰ قوت پیدا ہوتی ہے اور جسم توانا اور مضبوط ہو جاتا ہے قیمت فی بکس عمدہ طلا طلسمی:۔ یہ کمزوری دور کرنے کیلئے بے نظیر چیز ہے خواہ کسی باعث سے ہوا ہو مصاب وغیرہ اس کے استعمال سے طاقتور ہو جاتے ہیں قیمت فی شیشی عمدہ سرمہ سلیمانی:۔ اس کے استعمال سے دھند جالا پھولا ضعف بصارت موتیا بند وغیرہ دور ہو جاتا ہے قیمت فی تولہ ۸ر

سنون دندان:۔ دانتوں اور مسوڑوں کی بیماریوں کو رفع کرنیوالا۔ دانتوں کو مثل گوہر آبدار بنانے والا۔ قیمت فی بکس (۴)

حکیم محمد حسین ولد سرفراز حسین مالک شفاخانہ احمدیہ بلب گڈھ (دہلی)

نور ٹریکٹوں کا سلسلہ

ایک روپیہ چار آنہ کے یکصد ٹریکٹ

(دفتر نور سے منگوا کر آریہ اور سکھوں میں مفت تقسیم کر کے ثواب دارین حاصل کرو)

۱۲ لاکھ ٹریکٹ — ۱۲ لاکھ ٹریکٹ

عیسائیوں نے کروڑہا چھوٹے ٹریکٹ مسلمانوں اور دیگر مذاہب کے لوگوں میں تقسیم کئے اور کر رہے ہیں۔ ان کے مذہب کی ترقی کیلئے چھوٹے چھوٹے ٹریکٹوں کی اشاعت بھی بہت مفید ثابت ہوئی۔ اسی طرح آریہ لوگ بھی چھوٹے چھوٹے ٹریکٹوں کے ذریعہ مسلمانوں کو بدراہ کرنیکیلئے کمربستہ ہیں قطع نظر اس کے کہ گورو دکل کے طلباء کو جو محض اسلام کے برخلاف تیار کیا جارہا ہے اور یقیناً مسلمانوں کی آنکھیں اسوقت کھلیں گی جب یہ فوج یکدم اسلام پر حملہ بول دیگی۔ ابھی اس سال سے ہی بنارس میں ایک باقاعدہ سوسائٹی تیار کیگئی ہے جس نے مسلمانوں کے خلاف ٹریکٹ لکھنے کے لئے ۵۴۸ روپیہ خرچ کئے ہیں۔ دوسری طرف اس کے مقابلہ میں ہماری تیاری کچھ بھی نہیں۔ اور ہماری خاموشی اور بیحسی اس امر پر دال ہے۔ کہ گویا ہم میں جان اور احساس کا مادہ بالکل نہیں رہا۔ دوسری طرف سندھ میں ہم نے ایک ٹریکٹ باوانانک کے متعلق شائع کیا تو اس کے جواب میں آریوں اور سکھوں کیطرف سے چار ضخیم ٹریکٹ لکھے گئے جنکا اثر آپ اسی اخبار کے گذشتہ پچھلے نمبر میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اس سے اندازہ لگالیں کہ ہمیں کام کرنیکی کسقدر ضرورت ہے مذہبی دنیا میں زندہ رہنے کے لئے ہمیں کسقدر جدوجہد کی ضرورت ہے اب نہ ماندستی اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنے کا نہیں اب ضرورت ہے کہ ہم کمربستہ ہو کر میدان میں نکلیں اور اشاعت اسلام کیلئے اپنے تن من اور دھن کو نثار کریں۔ فی الحال دو ٹریکٹ دفتر نور سے شائع ہوئے ہیں:

۱۔ حضرت مسیح موعود کا ذکر گرنتھ اور جنم ساکھی میں۔ ۲۔ آریہ دھرم میں مکتی ناممکن۔

یہ ہر دو ٹریکٹ کمال محنت اور دماغ سوزی سے لکھے گئے ہیں۔ اور ان ٹریکٹوں کی اشاعت سے صرف ہمیں ترقی اسلام اور اشاعت دین متین مطلوب ہے اسلئے محض اصلی خرچ پر فروخت کئے جاتے ہیں یعنی یکصد ٹریکٹوں کے لئے صرف ۱۰ روپیہ اور اسطرح انشاء اللہ ہر ماہ میں دو ٹریکٹ شائع ہوں گے۔ ناظرین کرام کو چاہیئے۔ کہ اس کار خیر میں خاکسار کا ہاتھ بٹائیں اگر نور کے خریداران میں یکصد ٹریکٹوں کے باقاعدہ خریدار پیدا ہو جائیں تو انشاء اللہ ایک سال میں ۱۲ لاکھ ٹریکٹ اشاعت اسلام کے لئے اور آریوں میں تقسیم ہو سکتے ہیں مگر دوست ہمت کریں تو عہ ماہوار یکصد ٹریکٹوں کے لئے ایک بہت ہی قلیل رقم ہے اور اس سے سال بھر میں ۱۲ لاکھ ٹریکٹ تقسیم ہو سکتے ہیں اور بفضل تعم ۱۲ لاکھ ٹریکٹ ہندوستان میں ایک اودھم اور ہل چل پیدا کر سکتے ہیں ان ٹریکٹوں کی پہلی قسط طیار ہے اول حضرت مسیح موعود کا ذکر گرنتھ اور جنم ساکھی میں (۲) آریہ دھرم میں مکتی ناممکن۔ دوستوں کو چاہیئے کہ بہت جلد اس کار خیر کے لئے خاک رکا ہاتھ بٹانے کیلئے قدم آگے بڑھائیں۔ والسلام

مخلص بندہ محمد یوسف ایڈیٹر نور قادیان

KHILAFAT LIBRARY

نئی ایجاد سیویان بنانیکی مشین

پہلی مشینوں کی طرح ڈوٹا نکالکر میدہ ڈالنا نہیں پڑتا۔ بلکہ اس کے باہر سے میدہ دیتے اور ہینڈل پھیرتے جاؤ ایک گھنٹہ کے اندر دو سیر میدہ کی سیویاں بن جاتی ہیں۔ اور جوان سے بچہ تک بنا سکتا ہے۔ ہمیں خیال کہ امیر غریب سب ہماری ایجاد سے فائدہ اٹھائیں قیمت بھی بہت تھوڑی یعنی صرف ۸ر علاوہ محصول ڈاک ہے۔ وزن صرف ایک سیر۔

نوٹی اور باریک دو چھلنیاں اور پرچی ترکیب استعمال ہمراہ ارسال ہوگی۔ تاجروں کی واسطے خاص رعایت ہے۔

نوٹ:۔ خریدار اپنا پتہ صاف لکھیں۔

مستری فضل کریم احمدی نزد مہمانخانہ قادیان

قوت کی گولیاں ۸۲

۳۰ برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہو رہی ہیں۔ طاقت دینے مشہور دوائیں فاسفورس۔ اسٹکینا ڈایبنا وغیرہ ملا کر یہ گولیاں بنی ہیں اس لئے مغز ریڑھ رگ اور خون کو طاقت دینے کا خاص دعویٰ رکھتی ہیں۔ زیادہ محنت عام کمزوری ان گولیوں کے استعمال سے اول ہی روز فائدہ ظہور میں آتا ہے بدن میں قوت اور مزاج میں گرمی معلوم ہونے لگتی ہے چہرہ پر رونق اور ٹوٹے ہوئے جسم میں دوبارہ جوش لاتی ہے قیمت ۳۰ گولیوں کی شیشی دو ہفتہ کی خوراک کا ایکروپیہ محصول ڈاک ایک سے چار شیشی تک ۵ر

دیکھئے جناب ایڈیٹر صاحب مخبر دکن کیا تحریر فرماتے ہیں۔ ہم نے ڈاکٹر صاحب کی تعریف پر خیال کر کے تین گولیاں منگائیں۔ اس کے تیر بہدف اثر اور فوائد پر نظر کرتے ہیں۔ تو ان گولیوں کی قیمت بجائے ایکروپیہ کے سو روپیہ رکھنی چاہیئے تھی۔

کلورو ڈائین ۸۳

یہ انگریزوں کی خانگی دوا ہے ہیضہ اور مروڑہ خواہ کسی صورت سے ہو۔ اسکی ایک دو خوراک سے جاتا ہے اسہال اکون کے دست پیچش کیلئے یہ نہایت مفید ہے ڈاکٹر برمن نے انگلینڈ کے نامی دواخانہ سے بنوائی ہے دیگر قیمتی کلورو ڈائینوں سے کہیں بہتر ہے قیمت فیشیشی ۶ محصول ۵ر

جلاب کی گولیاں

کاروباری آدمی کے لئے بغیر تکلیف دست خلاصہ لانے کی اکسیر گولیاں ہیں رات کے سوتے وقت دو گولیاں کھا لیجئے دوسرے دن خلاصہ دست ہو جائیگا۔ پیٹ میں گرمی اور مروڑ کچھ بھی نہیں ہوگی۔ اور کھانے پینے میں کوئی احتیاط کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ گولیاں کل میں بنتی ہیں۔ اس لئے ہر ایک زن میں برابر اور چمکدار ہیں اور کھاتے وقت کوئی تکلیف اور بدذائقہ نہیں معلوم ہوتی۔ سفر کیلئے نہایت فائدہ کی چیز ہے قیمت فی ڈبیہ ۵ محصول ڈاک ۶ ڈبیہ تک ۵ر ۱۲ ڈبیہ ۶ر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ